ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
12
www.tanzeem.org
21 تا 27 جمادی الثانی 1438ھ/21 تا 27 مارچ 2017ء

فکری صلابت اور استقلال کی ضرورت

مغربی فکر سے مرعوب ہمارے دانشوروں کی عجیب حالت ہے۔ انہیں احساس نہیں کہ وہ ایک ڈوبتے جہاز کے مسافر ہیں۔ خود مغرب کے اہل علم وفکر کہہ رہے ہیں کہ ہماری تہذیب مر رہی ہے اور روبہ زوال ہے۔ 'تہذیبوں کے تصادم' میں ہنٹنگٹن نے بھی کہا ہے کہ مغربی تہذیب شاید ہی اکیسویں صدی نکال سکے لیکن ہمارے بعض غلامانہ ذہنیت کے حامل نام نہاد سکالرز مغربی فکر سے ایسی والہانہ شیفتگی رکھتے ہیں کہ اپنی فکر، اپنی تہذیب اور اپنے دلائل چھوڑ کر مغربی فکر، مغربی تہذیب اور مغربی دلائل کے گن گانے میں مصروف ہیں اور اپنی دینی فکر کو اہل مغرب کے دلائل کے مطابق توڑ مروڑ کر پیش کرتے ہیں۔

اس وقت جب کہ امت زوال سے نکلنے کے لیے کوشاں ہے۔ ضرورت فکری صلابت اور استقلال کی ہے، اپنے دین سے جڑنے کی ہے، نہ کہ عقلی دلیل کے نام پر استعمار و اغیار کی فکر سے خوشہ چینی کی۔ اس لیے مغربی فکر وتہذیب کو رد کرنا اور اسلامی اصول واقدار پر استقامت اختیار کرنا وقت کی ضرورت ہے۔

ڈاکٹر محمد امین

اس شمارے میں

دین فروختند وچہ ارزاں فروختند!

گستاخ بلاگرز اور ہم

مطالعہ کلام اقبال

کھیل کود اسلام کی رو سے......
PSL فائنل کے تناظر میں

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

فِدَاكَ اَبِیْ وَ اُمِّیْ

تنظیم اسلامی کی دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

الھدیٰ (747)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سب سے زیادہ خسارے والے لوگ

سُورۃُ الکھف | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیت : 104

اَلَّذِیۡنَ ضَلَّ سَعۡیُہُمۡ فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَ ہُمۡ یَحۡسَبُوۡنَ اَنَّہُمۡ یُحۡسِنُوۡنَ صُنۡعًا ﴿۱۰۴﴾

آیت ۱۰۴ ﴿اَلَّذِیۡنَ ضَلَّ سَعۡیُہُمۡ فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا﴾ ’’وہ لوگ جن کی سعی وجہدُ دنیا ہی کی زندگی میں گم ہو کر رہ گئی‘‘

ایسے لوگ جنہیں آخرت مطلوب ہی نہیں‘ ان کی ساری تگ و دو اور سوچ بچار دنیا کمانے کے لیے ہے۔ آخرت کے لیے انہوں نے نہ تو کبھی کوئی منصوبہ بندی کی اور نہ ہی کوئی محنت۔ بس برائے نام اور موروثی مسلمانی کا بھرم رکھنے کے لیے کبھی کوئی نیک کام کر لیا‘ کبھی نماز بھی پڑھ لی اور کبھی روزہ بھی رکھ لیا۔ مگر اللہ کو اصل میں اُن سے مقصود و مطلوب کیا ہے؟ اس بارے میں انہوں نے کبھی سنجیدگی سے سوچنے کی زحمت ہی گوارا نہیں کی۔ ایسے لوگوں کو ان کی محنت کا صلہ حسب مشیتِ الٰہی دنیا ہی میں مل جاتا ہے‘ جبکہ آخرت میں ان کے لیے سوائے جہنم کے اور کچھ نہیں۔ چنانچہ نجاتِ اخروی کا امیدوار بننے کے لیے ہر بندۂ مسلمان کو واضح طور پر اپنا راستہ متعین کرنا ہوگا کہ وہ طالب دنیا ہے یا طالب آخرت؟ جہاں تک دُنیا میں رہتے ہوئے ضروریاتِ زندگی کا تعلق ہے وہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیک و بد سب کی پوری ہو رہی ہیں: ﴿کُلًّا نُّمِدُّ ہٰۤؤُلَآءِ وَ ہٰۤؤُلَآءِ مِنۡ عَطَآءِ رَبِّکَ ؕ وَ مَا کَانَ عَطَآءُ رَبِّکَ مَحۡظُوۡرًا ﴿۲۰﴾﴾ (بنی اسرائیل) ’’ہم سب کو مدد پہنچائے جا رہے ہیں‘ ان کو بھی اور ان کو بھی‘ آپؐ کے رب کی عطا سے‘ اور آپؐ کے رب کی عطا رُکی ہوئی نہیں ہے‘‘۔ لہٰذا انسان کو اپنی ضروریات زندگی کے حصول کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ پر توکل رکھنا چاہیے۔ اُس نے انسان کو دنیا میں زندہ رکھنا ہے تو وہ اس کے کھانے پینے کا بندوبست بھی کرے گا: ﴿وَّ یَرۡزُقۡہُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ ؕ﴾ (الطلاق:۳) ’’وہ اس کو وہاں سے رزق دے گا جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہو گا‘‘۔ چنانچہ ایک بندۂ مؤمن کو چاہیے کہ فکرِ دنیا سے بے نیاز ہو کر آخرت کو اپنا مطلوب و مقصود بنائے ‘اور ان لوگوں کے راستے پر نہ چلے جنہوں نے سراسر گھاٹے کا سودا کیا ہے‘ جن کی ساری محنت اور تگ و دو دنیا کی زندگی ہی میں گم ہو کر رہ گئی ہے:

﴿وَ ہُمۡ یَحۡسَبُوۡنَ اَنَّہُمۡ یُحۡسِنُوۡنَ صُنۡعًا ﴿۱۰۴﴾﴾ ’’اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔‘‘

ایسے لوگ اپنے کاروبار کی ترقی‘ جائیدادوں میں اضافے اور دیگر مادی کامیابیوں کو دیکھتے ہوئے سمجھتے ہیں کہ ان کی محنتیں روز بروز نتیجہ خیز اور کوششیں بارآور ہو رہی ہیں۔

فرمان نبویؐ

خسارے میں کون؟

عَنْ أَبِيهُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ بِصَلَاتِهِ فَإِنْ صَلَحَتْ فَقَدْ أَفْلَحَ وَأَنْجَحَ وَإِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ قَالَ هَمَّامٌ لَا أَدْرِي هَذَا مِنْ كَلَامِ قَتَادَةَ أَوْ مِنْ الرِّوَايَةِ فَإِنْ انْتَقَصَ مِنْ فَرِيضَتِهِ شَيْءٌ قَالَ انْظُرُوا هَلْ لِعَبْدِي مِنْ تَطَوُّعٍ فَيُكَمَّلُ بِهِ مَا نَقَصَ مِنْ الْفَرِيضَةِ ثُمَّ يَكُونُ سَائِرُ عَمَلِهِ عَلَى نَحْوِ ذَلِكَ خَالَفَهُ أَبُو الْعَوَّامِ)) (سنن نسائی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا اگر نماز عمدہ نکل آئے (یعنی شرائط کے مطابق اور ارکان کے مطابق اپنے وقت پر نماز ادا کی) تو وہ شخص مراد کو پہنچ گیا اور نماز بری نکل آئی تو وہ شخص خسارہ اور نقصان میں پڑ گیا اور برباد ہو گیا اور اگر فرض نماز میں کچھ کمی واقع ہو گئی تو فرشتوں سے کہا جائے گا کہ تم لوگ میرے بندہ کی کچھ نماز نفل میں سے فرض کو مکمل کر لو۔ اس کے بعد دوسرے اعمال کی بھی یہی حالت ہوگی۔‘‘

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
21 تا 27 جمادی الثانی 1438ھ جلد 26
21 تا 27 مارچ 2017ء شمارہ 12
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو، لاہور-54000
فون: 36316638-36366638-
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور-54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 12 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا ------------------ (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
مرزا ایوب بیگ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دین فروختند وچہ ارزاں فروختند!

ضرب المثل کو اگرچہ کوئی تقدس حاصل نہیں ہوتا لیکن یہ ان ذہین اور تجربہ کار اشخاص کی زندگی کا نچوڑ ہوتا ہے جو انسانی معاشروں کو بہت قریب سے دیکھتے ہیں لہٰذا عام قاری یا مقرر کو اسے من وعن بولنا یا تحریر کرنا پڑتا ہے چاہے وہ مقرر یا محرر کے جذبات کی مکمل عکاسی نہ بھی کر سکے۔ پھر یہ کہ وہ اس کی شدت کو بڑھا یا کم نہیں کر سکتا اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ ہر زبان کی کچھ مجبوریاں ہوتی ہیں۔ اردو زبان ویسے بھی اپنی براہِ راست کوئی بنیاد نہیں رکھتی۔ یہ تمہید ہم نے اس لیے باندھی ہے کہ کائنات کی مقدس ترین ہستیوں کی توہین کرنے والے بدبخت بلاگرز کے بارے میں ہمارے ذہن میں اردو کی یہ ضرب المثل آ رہی تھی کہ چاند پر تھوکنے والے کا تھوک اپنے منہ پر ہی گرتا ہے (کاش ہم اس کی شدت میں اضافہ کر سکتے) بہرحال ہچکچاہٹ یہ تھی کہ جن ہستیوں کی توہین کے جرم کا ارتکاب ہوا ہے اُن کے سامنے بیچارے چاند کی حیثیت کیا ہے اور ان بلاگرز کے منہ پر اپنی تھوک کا گرنا کوئی بڑی سزا نہیں ہے، لیکن اس پر اس کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے کہ اردو زبان کی محدودیت اور اپنی لغوی نا اہلی ہے جس کی وجہ سے حقیقی جذبات کی عکاسی نہیں ہو سکتی۔ بہرحال ابھی یہ زخم ہرا تھا اور قوم اسی حوالہ سے ماتم کناں تھی کہ سربراہِ حکومت وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف نے قوم پر نظریاتی ایٹم بم دے مارا۔ انہوں نے کراچی میں ہولی کی تقریب میں شرکت کی اور ہندوؤں سے خطاب کرتے ہوئے جو کچھ فرمایا اس میں سے تین نکات نے ہمیں لرزا دیا: (1) ہم ایک ہیں (2) پاکستان اس لیے نہیں بنا تھا کہ ایک مذہب کو دوسرے مذاہب پر dominance ہو (ہم نے اس انگریزی لفظ کا سوچ سمجھ کر ترجمہ نہیں کیا تاکہ ندائے خلافت کے قارئین کو میاں صاحب کا مدعا سمجھنے میں کوئی غلطی نہ لگے) (3) اللہ ہی جانتا ہے کہ کون جنت میں جائے گا اور کون دوزخ میں؟ اگرچہ میاں صاحب چند ماہ پہلے یہ بھی کہہ چکے ہیں کہ پاکستان کا مستقبل لبرل ازم سے وابستہ ہے اور ہمیں پروگریسو پاکستان چاہیے (یاد رہے ہمارے ہاں پروگریسو کی اصطلاح سیکولرز اور مذہبی رجحانات نہ رکھنے والوں کے لیے استعمال ہوتی ہے)۔ پھر بھی یہ توقع نہ تھی کہ میاں صاحب اس حد تک چلے جائیں گے۔

حقیقت تک پہنچنے کے لیے یہ دیکھنا پڑے گا کہ جب میاں صاحب نے سیاسی جنم لیا اور پہلے دو مرتبہ وزیر اعظم بنے تو اس دوران سیاسی ماحول اور بین الاقوامی تاریخی پس منظر کیا تھا۔ میاں صاحب جنرل ضیاء الحق کے مارشل لاء کے دوران سیاسی طور پر فعال ہوئے۔ ذوالفقار علی بھٹو نے چونکہ نیشنلائزیشن کے نام پر اتفاق فونڈری پر قبضہ کر لیا تھا لہٰذا بھٹو کی مخالفت اور ضیاء الحق کی حمایت سمجھ میں آنے والی بات تھی۔ جنرل ضیاء الحق کو چونکہ پاکستان قومی اتحاد کی تحریک نظام مصطفیٰ کے نتیجہ میں حکومت پر قبضہ کرنے کا موقع ملا تھا ویسے بھی جنرل صاحب کا ذاتی رجحان چونکہ نماز، روزہ اور اسلامی شعائر کی طرف تھا لہٰذا ملک میں اسلامی فضا قائم ہو گئی۔ اسی دوران افغانستان پر سوویت یونین نے فوج کشی کر دی جس کے جواب میں امریکہ نے کمیونسٹوں سے مذہب بچاؤ کا نعرہ لگا کر دنیا جہاں سے جہادیوں کو اکٹھا کیا، پاکستان میں سے بھی جہادیوں کو لیا گیا اور ان سب کی مدد سے امریکہ نے افغانستان میں سوویت یونین کے خلاف پراکسی جنگ لڑی۔ سوویت یونین کو نہ صرف شکست ہوئی بلکہ وہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار بھی ہو گیا۔ اس جنگ میں اسلامسٹ جہادی فاتح قرار پائے۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اسلام کے حوالے سے ملک میں صورت حال میں مزید بہتری آ گئی۔ اس وقت میاں صاحب میدانِ سیاست میں کودے۔ انہیں ضیاء الحق کی مکمل اشیرباد حاصل تھی کیونکہ دونوں کے حریف ایک ہی تھے، یعنی پیپلز پارٹی اور بھٹو کی صلبی اور معنوی اولاد۔ اسلامی جمہوری اتحاد وجود میں آیا جس میں جماعت اسلامی اہم ترین

جماعت تھی۔ مولانا سمیع الحق کی جمعیت علمائے اسلام بھی تھی۔ مصدقہ اطلاعات کے مطابق اسلامی جمہوری اتحاد کو آئی ایس آئی کی حمایت بھی حاصل تھی۔ بہر حال جلد ہی میاں نواز شریف اس اسلامی اتحاد کے صدر بن گئے۔ حتمی صورت یہ بنی کہ اسلامی جماعتیں اور دائیں بازو کی دوسری جماعتیں میاں صاحب کی قیادت میں پیپلز پارٹی کی مخالفت میں جمع ہوگئیں۔ ان دنوں میں میاں صاحب کی امیر جماعت اسلامی مرحوم ومغفور قاضی حسین احمد اور مولانا سمیع الحق سے گہری چھنتی تھی۔ شریف فیملی کے مذہبی فیملی ہونے کے تاثرات بڑے گہرے تھے۔ اس ساری صورت حال نے میاں صاحب کو دو بار پاکستان کا وزیراعظم بننے کا موقع فراہم کردیا۔

1999ء میں پرویز مشرف نے نواز شریف کی جمہوری حکومت پر شب خون مارا۔ کچھ دیر میں ہی امریکہ میں نائن الیون ہوگیا۔ اسلام اور جہادیوں سے محبت کا نقاب امریکہ کے چہرے سے اتر گیا اور اس کی اصلیت سامنے آ گئی اب وہ اسلام اور جہادیوں کا بدترین دشمن تھا پہلے وہ پاکستان میں سیکولر پیپلز پارٹی کو برسر اقتدار لایا لیکن وہ ڈیلور نہ کرسکی۔ امریکہ کے مطابق پاکستان کی فوج نے افغانستان میں ڈبل گیم شروع کردی تھی وہ پاکستان میں ایسی حکومت لانا چاہتا تھا جو فوج کو یکسو کر کے افغانستان میں افغان طالبان کے مقابلے میں اس کی شکست کو فتح میں تبدیل کردے۔ لہٰذا اب خطے میں صورتحال مکمل طور پر بدل چکی تھی۔ پچھلی صدی میں اسلام اور جہادیوں کا دوست امریکہ اب اسلام اور جہادیوں کے خلاف چنگھاڑ رہا تھا۔ افغانستان میں امریکی پاکستانی فوج کی جتنی مدد چاہتے تھے اتنی دستیاب نہیں ہو رہی تھی۔ امریکہ غلط یا صحیح چیخ رہا تھا کہ پاکستان افغانستان میں اس کی شکست کا باعث بنا ہے اس کی یہ چیخ و پکار آج تک جاری ہے۔ لہٰذا امریکہ افغانستان میں بھارت کا رول بہت زیادہ بڑھانا چاہتا تھا۔ میاں صاحب 1999ء کی فوجی بغاوت کا غصہ اپنے اندر سے نکال نہ سکے تھے چنانچہ امریکہ کی نظر اب میاں صاحب پر ٹک گئی۔

2013ء کے انتخابات سے پہلے میاں صاحب نے SAFMA کے پلیٹ فارم سے گفتگو کرتے ہوئے بانی پاکستان قائداعظم کے خیالات کی مکمل نفی کرتے ہوئے کہا کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کا خدا ایک ہے' ان کے رسم و رواج ایک جیسے ہیں' ان کی بود و باش ایک جیسی ہے' پاکستان اور بھارت کے درمیان میں ایک لکیر ہے جو کھینچ دی گئی ہے، یہاں سے تبدیلی کا عمل شروع ہوا۔ پھر انتخابات میں کامیاب ہونے کے بعد انہوں نے درجنوں بار کہا کہ انہیں تو عوام نے مینڈیٹ ہی بھارت سے دوستی کرنے کے لیے دیا تھا۔ انہوں نے اسلامی جماعتوں سے دوری اختیار کرلی۔ میاں صاحب کی اس تیسری حکومت کو بڑا استحکام حاصل تھا۔ قومی اسمبلی میں واضح اکثریت حاصل تھی۔ مسلم لیگ (ن) کے وہ صدر ہیں' مشیر ہی نہیں وزیر بھی ''واہ واہ اور کمال کر دیا'' کے فلک شگاف نعرے لگا رہے تھے۔ پاکستان پیپلز پارٹی اپوزیشن کا لبادہ اوڑھ کر ان کے راستے کی ہر رکاوٹ دور کر رہی تھی گویا ہر طرف چین کی بانسری بجائی جارہی تھی۔ انہیں اب اپنے اقتدار کو قائم رکھنے یا اس کے استحکام کے لیے اسلام کی ضرورت نہیں رہی تھی بلکہ خطے میں موجود قوتوں کی اشیرباد حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ مودی جتنا چاہے بھارت میں مسلمانوں کا قتل عام کرے اور کشمیر میں ظلم کی ایسی ایسی داستانیں رقم کرے کہ تاریخ میں ان کی مثال نہ ملے۔ بھارت کی خفیہ ایجنسی ''را'' پاکستان میں دہشت گردی کے ذریعے خون کی ہولی کھیلے، میاں نواز شریف ''را'' یا اس کے کارندے کل بھوشن یادیو کا نام زبان سے نہیں نکالیں گے، بلکہ مودی کی والدہ کو سفید ساڑھی بھجوائی گئی۔ گرمیوں میں آموں کی پیٹیاں تحفہ کے طور پر بھیجی گئیں۔ مودی لاہور میں ان کی نواسی کی مہندی کی رسم میں شریک ہوئے اور مسلمانوں کے خلاف خنجر بکف مودی کو سینے سے لگایا گیا۔ درحقیقت ہندوستان اور پاکستان کی دوستی اس وقت امریکہ کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ اگر چین کے گھیراؤ میں پاکستان بھی بھارت کا ساتھ دے تو امریکہ کو اپنے ایجنڈے کی تکمیل میں بہت آسانی رہے گی۔ یہ ہے وہ پس منظر جس میں میاں صاحب کے حالیہ فرمودات کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔

آخر وہ کیوں پاکستان کا مستقبل لبرل ازم سے وابستہ کر رہے ہیں، وہ کیوں پروگریسو پاکستان چاہتے ہیں، انہیں مسلمان اور ہندو ایک کیوں دکھائی دیتے ہیں؟ وہ کیوں یہ سمجھنے لگے ہیں کہ پاکستان اس لیے نہیں بنا تھا کہ ایک مذہب (ظاہر ہے وہ اسلام ہے) دوسرے مذاہب پر غالب آئے اور وہ یہ کہنے پر کیوں آمادہ ہوئے کہ خدا ہی جانتا ہے کہ کون جنت میں جائے گا اور کون دوزخ میں جائے گا۔ جبکہ اللہ نے مشرکین پر جنت حرام کی ہوئی ہے اور کون اس بات سے انکار کرسکتا ہے کہ ہندو مشرکین میں سرفہرست ہیں۔ میاں صاحب اگر ہم اور ہندو ایک ہیں تو پھر الطاف حسین ٹھیک کہتا ہے کہ برصغیر کی تقسیم انسانی تاریخ کی سب سے بڑی غلطی تھی۔ اس سے انسانی المیہ نے جنم لیا' ہزاروں ہلاکتیں ہوئیں' عصمتیں لٹ گئیں۔ تاریخ کی سب سے بڑی ہجرت ہوئی۔ ہم ایک قوم نہیں دو قومیں ہیں۔ یہی تو کانگرس اور مسلم لیگ کا جھگڑا تھا۔ ہندوستان جیسے سیکولر ملک (اگر اس کا سیکولر ہونے کا دعویٰ درست ہے) میں کسی ایک مذہب کی دوسرے مذاہب پر ترجیح نہ ہونا قابل فہم ہے لیکن نظریاتی ملک میں نظریہ کا غلبہ نہ ہوگا تو وہ خاک نظریاتی ملک رہ جائے گا۔ آخری بات بدترین بات ہے اس میں اللہ' رسول اور قرآن کی تکذیب کی گئی ہے۔ جب مشرکین کو خطاب کر کے کوئی مسلمان یہ کہے گا کہ ''خدا جانتا ہے کہ کون جنت میں جائے گا اور کون دوزخ میں'' تو اس کا کیا مطلب ہے؟ ہم میاں صاحب کی خدمت میں انسانی ہمدردی کی بنا پر عرض کرتے ہیں کہ انہیں اس پر اللہ سے معافی مانگنی چاہیے۔ یہ انہوں نے گناہ کبیرہ کا ارتکاب کیا ہے۔ ایک ادنیٰ مسلمان بھی جانتا ہے کہ اللہ نے مشرکوں پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جنت حرام کی ہے۔

میاں صاحب اقتدار اور دولت دھوپ چھاؤں کی طرح ہوتے ہیں ان کا رخ بدلتا رہتا ہے۔ آج ایک پر سایہ فگن ہے اور کل دوسرے پر۔ یہ دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سب عارضی اور وقتی ہے اور فنا ہو جانے والا۔ اس کی خاطر اس ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی کو برباد نہ کریں۔ قرارداد مقاصد میں پاکستان کے لیے جو راستہ تجویز کیا گیا تھا وہی صراط مستقیم ہے۔ اس راستہ کو کج نہ کریں، یہ کجروی آپ سمیت ہم سب کو مہنگی پڑے گی۔ یہ دنیا اور آخرت کا خسارہ ہے۔ آپ تاجر ہیں، خسارے کا سودا کرنے پر کیوں تل گئے ہیں؟ میاں صاحب! اگر آپ گستاخ بلاگرز کو عبرتناک سزا نہیں دیتے اور ہندوؤں کے اجتماع میں کہے ہوئے اپنے الفاظ واپس نہیں لیتے تو مؤرخ لکھے گا: ''دین فروختند و چہ ارزاں فروختند''۔ اللہ ہم سب کی صحیح راستے کی طرف راہنمائی فرمائے۔ آمین!

گستاخ بلاگرز اور ہم

اسلام آباد ہائی کورٹ میں زیر سماعت مقدمہ کی روشنی میں

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں مرکزی ناظم مالیات جناب اعجاز لطیف کے 10 مارچ 2017ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

محترم قارئین! جیسا کہ آپ کے علم میں ہوگا کہ آج کل اسلام آباد ہائی کورٹ میں ایک بہت اہم مسئلہ زیر سماعت ہے اور وہ ہے مختلف ویب سائیٹس پر گمنام بلاگرز کا نبی اکرم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخانہ خاکے اور تحریریں شائع کرنے کا مسئلہ۔ اس قدر سنگین مسئلہ کے حوالے سے حکومتی ایوانوں میں کچھ بھی نہیں ہو رہا اور شاید پارلیمنٹ میں اس حوالے سے سوچنے کی کسی کو فرصت ہی نہیں ہے۔ بلکہ شاید پوری عدلیہ میں صرف ایک جج ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہے کہ وہ بڑی جرأت کے ساتھ اس کیس کو Take up کر رہا ہے۔ لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اس مسئلے کی اہمیت کو سمجھیں اور یہ صرف ایک جج کی آواز نہیں ہونی چاہیے بلکہ پوری قوم کی آواز ہونی چاہیے۔ جسٹس شوکت عزیز صدیقی نے بالکل صحیح کہا ہے کہ یہ اس وقت کا سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ یہ سب سے بڑی دہشت گردی ہے کیونکہ دہشت گردی کو جنم دینے والی یہی چیز ہے۔ ایک مسلمان کسی صورت میں نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی برداشت نہیں کر سکتا۔ یہاں تک کہ اپنی جان تک دے سکتا ہے۔ جیسا کہ معزز جج نے بھی کہا کہ وہ اپنا منصب بھی قربان کرنے کے لیے تیار ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ سے محبت ایک مسلمان کے ایمان کا لازمی تقاضا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا کہ:

﴿اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ﴾ (الاحزاب:2)

''یقیناً نبی (ﷺ) کا حق مؤمنوں پر خود اُن کی جانوں سے بھی زیادہ ہے''

یہاں تک کہ اللہ سے محبت کا عملی اظہار بھی نبی اکرم ﷺ کے اُسوۂ حسنہ کی پیروی کے بغیر ممکن نہیں۔

﴿قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ﴾ ''(اے نبی ﷺ!) کہہ دیجیے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو'' ﴿یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ﴾ ''اللہ تم سے محبت کرے گا'' ﴿وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ ؕ﴾ ''اور تمہارے گناہ بخش دے گا'' ﴿وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۳۱﴾﴾ ''اور اللہ بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے۔''

آپ کو معلوم ہوگا کہ اتباع کے دو لازمی اجزاء ہیں: (1) اطاعت کلی (2) محبت قلبی۔ نبی اکرم ﷺ کی

مرتب: ابو ابراھیم

اطاعت دل و جان کے ساتھ اور شوق و محبت کے جذبے سے سرشار ہو کر ممکن ہے۔ کوئی مارے باندھے سے نہیں یا اس لیے نہیں کہ ہم مسلمان کے گھر میں پیدا ہو گئے لہٰذا اب ہماری مجبوری ہے کہ نماز پڑھیں اور جمعہ میں شرکت کریں۔ نہیں۔ بلکہ

جہاں تیرا نقش قدم دیکھتے ہیں
خیاباں خیاباں ارم دیکھتے ہیں

جنت کا راستہ محمد رسول اللہ ﷺ کی پیروی پر چل کر ہی طے ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی اور راستہ نہیں ہے جو جنت میں لے جانے والا ہو۔ لہٰذا اطاعت اور محبت دونوں میں ایک توازن ہونا چاہیے کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے محبت میں غلو جو اطاعت سے خالی ہے، آج بدعات اسی پہلو کے نمایاں ہونے سے وجود میں آ رہی ہیں۔ اس لیے کہ اظہارِ محبت تو ہے لیکن آپ ﷺ کی پیروی کرنے کے لیے تیار نہیں۔ توہین صرف وہ نہیں ہے جو بلاگرز کر رہے ہیں، توہین کا یہ پہلو بھی ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے جو کام نہ خود اپنی حیات طیبہ میں کیا، نہ صحابہ کرامؓ نے کیا وہ ہم عبادت سمجھ کر کر رہے ہیں اور اس کے لیے پھر ناجائز ذرائع اختیار کرتے ہیں، ساری رات بیٹھ کر حلیم پکا رہے ہیں جب فجر کی نماز کا وقت آیا تو جا کر سو گئے تو یہ کون سی محبت ہے؟ اس سے رسول اللہ ﷺ کی روح اقدس کو تسکین پہنچ رہی ہو گی یا تکلیف پہنچ رہی ہو گی؟ جبکہ قرآن کہہ رہا ہے کہ ہم آپ ﷺ کی پیروی کریں گے تو اللہ کی محبت کے حقدار بن سکیں گے۔ پھر قرآن مجید میں ہم سب کے لیے ایک لٹمس ٹیسٹ بھی دیا گیا ہے۔

﴿قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآؤُکُمْ وَاَبْنَآؤُکُمْ وَاِخْوَانُکُمْ وَاَزْوَاجُکُمْ وَعَشِیْرَتُکُمْ وَاَمْوَالُ ۣ اقْتَرَفْتُمُوْھَا وَتِجَارَۃٌ تَخْشَوْنَ کَسَادَھَا وَمَسٰکِنُ تَرْضَوْنَھَآ اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَجِھَادٍ فِیْ سَبِیْلِہٖ﴾ ''(اے نبی ﷺ! ان سے) کہہ دیجیے کہ اگر تمہارے باپ' تمہارے بیٹے' تمہارے بھائی' تمہاری بیویاں (اور بیویوں کے لیے شوہر)' تمہارے رشتہ دار اور وہ مال جو تم نے بہت محنت سے کمائے ہیں' اور وہ تجارت جس کے مندے کا تمہیں خطرہ رہتا ہے' اور وہ مکانات جو تمہیں بہت پسند ہیں' (اگر یہ سب چیزیں) تمہیں محبوب تر ہیں اللہ' اس کے رسول اور اس کے رستے میں جہاد سے''۔

اگر کوئی شخص جاننا چاہتا ہے کہ واقعی اسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت ہے تو یہ آٹھ محبتیں ایک پلڑے میں رکھے اور ایک پلڑے میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت رکھے اور دیکھ لے کہ کون سا پلڑا بھاری ہے۔ ہر دعویٰ اپنا ثبوت مانگتا ہے۔ اگر تو زندگی اللہ کے دین کے غلبے کی جدوجہد میں گزر رہی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اللہ اور رسول ﷺ سے محبت کا دعویٰ برحق ہے۔ ورنہ

ثابت ہوگا کہ زندگی دنیا کی محبتوں میں ہی کھپ رہی ہے۔ جو کہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ ہم میں سے اکثر و بیشتر لوگوں کا معاملہ ایسا ہی ہے تو پھر فرمایا:

﴿ فَتَرَبَّصُوْا ﴾ ''تو انتظار کرو''۔ یہ لفظی ترجمہ ہے۔ ڈاکٹر صاحبؒ فرمایا کرتے تھے اللہ کہہ رہا ہے دفع ہو جاؤ۔ ﴿حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ﴾ یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ سنا دے۔'' اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا اُصولی فیصلہ یہ ہے کہ ﴿وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۴﴾﴾ (التوبہ) ''اور اللہ ایسے فاسقوں کو راہ یاب نہیں کرتا۔''

خود اللہ کے رسول ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ: ''تم میں سے کوئی شخص مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے لیے اس کے باپ، اس کے بیٹے اور تمام انسانوں سے محبوب تر نہ ہو جاؤں''۔ (بخاری و مسلم)

چنانچہ قرآن مجید اور احادیث کی روشنی میں واضح ہوا کہ یہ کتنا حساس معاملہ ہے۔ یہ کوئی عام مقدمہ نہیں ہے، جن کی آئے روز عدالتوں میں سماعت چلتی رہتی ہے بلکہ یہ تو ہمارے دین و ایمان اور زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ یہ اصل میں ہماری آزمائش ہے ورنہ گستاخوں کا انجام بد تو ان کا مقدر ہے۔ شیطان اور اس کے پیروکار ہمیشہ سے اپنے اسی کردار کی وجہ سے لعین بنتے رہے ہیں۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغِ مصطفویؐ سے شرارِ بولہبی

پہلے نبی حضرت آدمؑ کے بارے میں بھی ابلیس لعین نے گستاخی کرتے ہوئے کہا تھا:

﴿قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗۤ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۶۲﴾﴾ (بنی اسرائیل) ''اُس نے (مزید) کہا کہ ذرا دیکھ تو اُس کو جس کو تُو نے مجھ پر فضیلت دی ہے' اگر تُو مجھے مہلت دے دے قیامت کے دن تک' تو میں اس کی پوری نسل کو قابو میں کر کے چھوڑوں گا' سوائے بہت تھوڑے سے لوگوں کے۔''

آج شیطان کی بات سچ ثابت ہو رہی ہے۔ اس لیے کہ اکثریت تو اسی کے ورغلانے کا شکار ہو رہی ہے۔ اللہ فرماتا ہے:

﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ؕ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۱۲﴾﴾ (الانعام) ''اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن بنا دیے انسانوں اور جنوں میں سے شیاطین۔ وہ ایک دوسرے کو اشاروں کنایوں میں پُرفریب باتیں پہنچاتے رہتے ہیں گمراہ کرنے کے لیے اور اگر آپ کا ربّ چاہتا تو وہ یہ نہ کر سکتے تو چھوڑیے آپؐ ان کو اور ان کی افترا پردازیوں کو۔''

آج بھی توہین رسالت کے جرم کے لیے آزادیٔ اظہارِ رائے کا پُرفریب نعرہ اختیار کیا جا رہا ہے اور آج کے میڈیا نے آزادی کے نام پر اس جرم کے ارتکاب کے لیے ایک پلیٹ فارم بھی مہیا کر دیا ہے۔ یعنی آزادی اظہار رائے کو یہ لوگ اپنے جرم کا جواز بنا کر پیش کر رہے ہیں حالانکہ دوسروں کے جذبات کو مجروح نہ کرنا بھی ایک اہم اخلاقی قدر ہے۔ نام نہاد مہذب معاشرے اس اصول کو بھی تسلیم کرتے ہیں کہ صرف اپنی اظہار رائے کی آزادی نہیں ہونی چاہیے بلکہ یہ بھی خیال ہونا چاہیے کہ اس سے کسی اور کے جذبات تو مجروح نہیں ہو رہے۔ لیکن انبیاء کی دشمنی میں ان کو سارے اصول بھول جاتے ہیں۔ اصل معاملہ یہ ہے کہ یہ دنیا دارالامتحان ہے۔ اگر اللہ چاہتا تو ایسے شیطان صفت لوگ کچھ بھی نہ کر سکتے لیکن اگر آپشنز نہ ہوں تو پھر امتحان کیسا؟ ایک طرف نبی ﷺ کی محبت اور اطاعت کا راستہ ہے جس پر چل کر ہر کوئی اپنی عاقبت سنوار سکتا ہے۔ دوسری طرف وہ لوگ ہیں جو شریعت کی پابندیوں سے نکلنا چاہتے ہیں اور شریعت کا

پریس ریلیز 17 مارچ 2017ء

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے مشرکوں پر جنت حرام قرار دی ہے

وزیر اعظم کا ہولی کی تقریب میں یہ کہنا کہ کوئی نہیں جانتا کہ جنت میں کون جائے گا اور دوزخ میں کون جائے گا، فرمانِ الٰہی کی صریح خلاف ورزی ہے

وزیر اعظم قوم سے معافی مانگیں اور اعلان کریں کہ پاکستان کے قیام کا اصل مقصد یہاں اسلام کا نفاذ اور غلبہ تھا

حافظ عاکف سعید

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے مشرکوں پر جنت حرام قرار دی ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ انہوں نے کہا کہ وزیر اعظم کا کراچی میں ہولی کی تقریب میں ہندوؤں سے خطاب کرتے ہوئے یہ کہنا کہ کوئی نہیں جانتا کہ جنت میں کون جائے گا، اور دوزخ میں کون جائے گا درحقیقت یہ بات اللہ تعالیٰ کے قرآن پاک میں اس فرمان کے صریحاً خلاف ہے کہ مشرکوں پر جنت حرام کر دی گئی ہے اور اُن کے لیے ہمیشہ ہمیشہ کی جہنم ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ وزیر اعظم کا ہندوؤں سے خطاب کرتے ہوئے یہ کہنا کہ ہم ایک ہیں درحقیقت نظریۂ پاکستان اور قیام پاکستان کی مکمل نفی ہے۔ اُنہوں نے وزیر اعظم نواز شریف کی اس بات پر کہ پاکستان اِس لیے نہیں بنا تھا کہ ایک مذہب کو دوسرے مذاہب پر غلبہ حاصل ہو، شدید دکھ اور رنج کا اظہار کیا۔ اُنہوں نے کہا کہ وزیر اعظم اس سے پہلے یہ بھی کہہ چکے ہیں کہ پاکستان کا مستقبل لبرل ازم سے وابستہ ہے اور ہم پروگریسو پاکستان کے قائل ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ایسی صورت میں ہندوستان کو تقسیم کرنے اور ہندوؤں سے الگ ہونے کی کیا ضرورت تھی اگر ہم اور ہندو ایک ہیں تو ہندوستان کو تقسیم کر کے مسلمانوں کی جان، مال اور عزت گنوانے کی کیا ضرورت تھی۔ اُنہوں نے وزیر اعظم سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنے الفاظ واپس لیں اور قوم سے معافی مانگیں اور اعلان کریں کہ پاکستان کے قیام کا اصل مقصد یہاں اسلام کا نفاذ اور غلبہ تھا۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

راستہ دکھانے والے انبیاء اور خاص طور پر خاتم النبیین ﷺ کے خلاف توہین آمیز مواد شائع کر رہے ہیں۔ یہ گستاخی وہی لوگ کر سکتے ہیں جن کو آخرت کے محاسبے کا یقین نہیں ہوتا۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے متعلق فیصلہ کر رکھا ہے۔

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ﴾ ”یقیناً وہ لوگ جو ایذا پہنچاتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو“ ﴿لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا﴾ (الاحزاب:57) ”اللہ نے لعنت کی ہے ان پر دنیا اور آخرت دونوں میں اور ان کے لیے اُس نے اہانت آمیز عذاب تیار کر رکھا ہے۔“

اللہ کے رسول ﷺ کے خلاف مکی دور میں کیا کیا جسارتیں ہوئیں، مشرکین کیسی کیسی توہین آمیز باتیں کہتے رہے؟ یہاں تک کہ جب قرآن کا نزول شروع ہوا تو یہ تک کہہ دیا گیا کہ

﴿وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْیَتَیْنِ عَظِیْمٍ﴾ (زخرف) ”اور کہنے لگے کہ کیوں نہیں اتارا گیا یہ قرآن ان دو بستیوں میں سے کسی عظیم شخص پر؟“

پھر ان کی یہ زبانی کلامی اذیتیں نہیں تھیں بلکہ طائف میں جو آپ ﷺ پر بیتی، جس پر آپ ﷺ نے اللہ کی بارگاہ میں یوں فریاد کی: ”اے اللہ! کہاں جاؤں، کہاں فریاد کروں، تیری ہی جناب میں فریاد لے کر آیا ہوں، اپنی قوت کی کمی اور اپنے وسائل کی کمی کی ...... اور لوگوں میں جو رسوائی ہو رہی ہے اس کی......“

پھر مدنی دور میں آپ ﷺ کو کیا کیا اذیتیں پہنچائی گئیں۔ آپ ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہؓ پر تہمت لگائی گئی، کعب بن اشرف جو یہودیوں کا ایک سردار تھا۔ جسے اسلام اور مسلمانوں سے نہایت سخت عداوت تھی۔ یہ نبی اکرم ﷺ کو اذیتیں پہنچایا کرتا تھا۔ وہ آپؐ کے خلاف لوگوں کو کھلم کھلا جنگ کی دعوت بھی دیتا پھرتا تھا۔ جب غزوۂ بدر میں مسلمانوں کو فتح ہوئی تو اللہ کا یہ دشمن رسول ﷺ اور مسلمانوں کی دشمنی میں انتہا پر پہنچ گیا اور آپ ﷺ کی توہین میں اور مسلمانوں کے خلاف مشرکین کو بھڑکانے کے لیے اشعار کہتا تھا۔ مکہ میں جا کر قریش کو بدر کی شکست کے حوالے سے ان کی آتش انتقام کو بھڑکایا کرتا۔ ان حالات میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کون ہے جو کعب بن اشرف سے نبٹے کیونکہ اس نے اللہ کو ناراض کیا اور رسول ﷺ کو اذیت پہنچائی۔ اس کے جواب میں محمد بن مسلمہ، سلقان بن سلامہ، حارث بن عوس اور عبس بن جبر رضی اللہ عنہم نے اپنی خدمات پیش کیں اور اس مختصر سی جماعت نے جا کر کعب بن اشرف کو واصل جہنم کیا۔

سلمان رشدی ملعون نے توہین رسالت پر مبنی کتاب The satanic verses لکھی جس پر علماء کرام نے اس کے واجب القتل ہونے کا فتویٰ دیا اور وہ اپنے ملک سے بھاگنے پر مجبور ہوا۔ اس کے بعد تسلیمہ نسرین ملعونہ نے بھی بنگلہ دیش میں توہین آمیز مضامین لکھے۔ اس کے خلاف بھی قتل کا فتویٰ دیا گیا۔ وہاں کی حکومتوں نے رازداری سے بیرونی ملک فرار کرایا۔ لیکن یہ دونوں غیر ممالک میں اپنی خفیہ کمین گاہوں میں محصور رہنے پر مجبور ہیں۔ اسی طرح ہمارے ایک گورنر کو بھی توہین رسالت والوں سے ہمدردی تھی تو ان کا انجام بھی آپ کو معلوم ہے اور یہ سلسلہ رکنے والا نہیں ہے۔ جج نے درست کہا ہے کہ توہین رسول ﷺ سے بڑھ کر کوئی دہشت گردی ہو ہی نہیں سکتی۔ کیونکہ ایسی حرکتیں کر کے آپ خود دعوت دے رہے ہیں کہ لوگ قانون کو ہاتھ میں لیں۔

یہاں میں یہ بھی عرض کروں گا کہ یہ جہاں ہماری غیرت ایمانی کا تقاضا ہے وہاں محبت رسول ﷺ کا یہ بھی تقاضا ہے کہ ہم اپنے رویوں اور اپنے طرز عمل پر بھی غور کریں۔ جو جج صاحب عدالت کی کرسی پر بیٹھ کر یہ فریضہ سرانجام دے رہے ہیں ان کو خراج تحسین پیش کرنا ہماری دینی غیرت و حمیت کا تقاضا ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں اور آپ اس ذمہ داری سے بری الذمہ ہیں۔ اگر وہ اسلام آباد ہائی کورٹ کے سربراہ ہیں تو میں اور آپ بھی خاندان کے سربراہ ہیں۔ ہمارے گھروں میں جو توہین رسالت ہو رہی ہے اس کی طرف کبھی ہم نے توجہ دی؟ پھر ہمیں کتنی محبت ہے رسول اللہ ﷺ سے؟ جب ہمیں آپ ﷺ جیسا حلیہ اختیار کرنے پر نہ کوئی ٹیکس ادا کرنا پڑتا ہے اور نہ پولیس ہمارے خلاف ایف آر درج کرتی ہے، پھر ہمیں اپنا حلیہ محمد رسول اللہ ﷺ جیسا بنانے سے کون روک رہا ہے؟ کون ہماری عورتوں کو پردہ کرنے سے روک رہا ہے؟

مسجد تو بنا دی شب بھر میں ایماں کی حرارت والوں نے
من اپنا پرانا پاپی ہے برسوں میں نمازی بن نہ سکا

جمعہ کی نماز میں جتنی تعداد ہوتی ہے کیا اتنی پنجگانہ نمازوں میں بھی ہوتی ہے؟ جو صرف جمعہ کو اپنے لیے لازمی سمجھ رہے ہیں تو کیا ہم باقی پانچوں نمازیں نہ پڑھ کے توہین رسالت کے مرتکب نہیں ہو رہے؟ جو نمازیں پڑھنے والے ہیں ان میں سے بھی فجر کے وقت کتنے حاضر ہوتے ہیں؟ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ جو عشاء اور فجر کی نماز جماعت سے پڑھ لے گویا اس کی رات عبادت میں گزری اور آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ عشاء اور فجر کی نماز منافق پر سب سے زیادہ بھاری ہے۔ تو ہمیں اپنے بارے میں سوچنا ہوگا کہ کیا میں چاہوں گا کہ میرا شمار ساری رات اللہ کی عبادت کرنے والوں میں ہو یا میرا شمار منافقین میں ہو۔

ہم نے یہ ملک اس وعدے کے ساتھ حاصل کیا تھا کہ ہم اس میں اللہ اور رسول ﷺ کا نظام لائیں گے۔ کیا ہم نے وہ وعدے پورے کیے؟ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں اور ان میں سے ایک علامت یہ ہے کہ جب وعدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے۔ تو کیا من حیث القوم ہم یہ منافقت کر کے رسول اللہ ﷺ کی توہین کے مرتکب نہیں ہو رہے؟ بجائے اللہ اور رسول ﷺ کا دین نافذ کرنے کے آج اُلٹا یہاں پر اللہ اور رسول ﷺ کی شان میں گستاخیاں ہو رہی ہیں اور اس پر بھی اگر ہماری رگ حمیت نہیں جاگتی تو سوچیں ہمیں آپ ﷺ سے کتنی محبت ہے؟ یہ ٹھیک ہے کہ عام آدمی کے پاس اختیار نہیں ہے کہ پورے ملک میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانیاں روک سکے مگر نبی ﷺ کا یہ بھی تو ارشاد ہے کہ تم سے جو کوئی برائی کو دیکھے تو اس کو ہاتھ سے بدلے، اگر ہاتھ سے نہیں بدل سکتا تو زبان سے بدلے اور زبان سے بھی نہیں بدل سکتا دل میں ہی برا جانے مگر آج اس ملک میں اللہ اور رسول ﷺ کے احکام کی کتنی خلاف ورزیاں ہو رہی ہیں کیا کسی کو کوئی پرواہ ہے؟ اس وقت جو ہمارے برننگ ایشوز ہیں۔ کتنے لوگوں کو پتا ہے کہ اس وقت شریعت کورٹ میں سود کا مقدمہ زیر سماعت ہے لیکن ہمارے تضادات کا یہ عالم ہے کہ آئین میں ایک طرف ربا حرام ہے اور دوسری طرف انٹرسٹ کو آئینی تحفظ حاصل ہے جبکہ دونوں سود کی شکلیں ہیں۔ اس قدر واضح تضاد کے باوجود نہ میڈیا کو توفیق ہے کہ وہ ان چیزوں کو لوگوں کے سامنے لا سکے اور نہ عوام اس بارے میں کوئی قدم اٹھانے کے لیے تیار ہیں۔ حالیہ دنوں میں ہی عدالت میں ایک مقدمہ پیش ہوا کہ ایک صاحب نے بیوی کی اجازت کے بغیر دوسری شادی کر لی ہے اور اس پر لوئر کورٹ نے باقاعدہ سزا دی ہے اور ہائی کورٹ نے اس سزا کو برقرار رکھا ہے۔ کیا شریعت میں یہ قانون ہے کہ دوسری شادی کے لیے پہلی بیوی کی اجازت لازم ہے؟ کتنے لوگوں کو اس کی فکر ہے کہ شریعت کے احکام کو کس طرح بازیچہ اطفال بنایا جا رہا ہے اور یہ قانون آج کا نہیں بلکہ 1962ء کا قانون ہے۔ اس وقت سے آج تک اس قانون کو بدلنے کے لیے کتنی رٹیں داخل (باقی صفحہ 12 پر)

2 عرضِ حال مصنّف بحضور رحمۃ للعالمین ﷺ

5 در جہاں شمع حیات افروختی ‏‏| بندگاں را خواجگی آموختی

(اے رحمۃ للعالمین ﷺ) آپ نے (سارے) جہان میں (حقیقی) زندگی کی شمع روشن کی اور آپ نے ہی (بادشاہوں کے) غلام انسانوں کو خلافت ارضی کی سرداری سکھائی

6 بے تو از نابودمندیہا خجل | پیکرانِ ایں سرائے آب و گل

(اے رحمۃ للعالمین ﷺ) آپ سے پہلے مادی وسائل اور رہنمائی کے بغیر خوار و خجل تھے اس مادی دنیا میں بسنے والے سارے انسان

7 تا دمِ تو آتشے از گل کشود | تودہ ہائے خاک را آدم نمود

آپ کے دم سے مٹی (کے ڈھیر) سے (جذبہ کی) آگ پیدا ہوگئی اس مٹی کے ڈھیر (مظلوم و بے بس انسان) سے (حقیقی) انسان بن گئے

8 ذرّہ دامن گیر مہر و ماہ شد | یعنی از نیروے خویش آگاہ شد

ذرّہ (بے وقعت انسان) سورج اور چاند (شہنشاہوں اور بادشاہوں) کا دامن پکڑ کر روکنے والا بن گیا یعنی وہ اپنی قوت (مخفی صلاحیتوں) سے آگاہ ہوگیا

9 تا مرا افتاد بر رویت نظر | از اب و ام گشتۂ محبوب تر

جب آپ ﷺ (کی آسمانی تعلیمات) کے چہرۂ انور پر میری نظر پڑی تو آپ ﷺ مجھے اپنے ماں اور باپ سے زیادہ محبوب ہوگئے

5۔ اے رحمت للعالمین ﷺ! آپ نے ہی دنیا میں انسان کو تہذیب سکھائی، اخلاق سکھایا اور اجتماعی زندگی کے اصول سکھائے یہاں تک کہ حکمرانی کے آداب بھی عملاً نمونہ بن کر دکھائے۔ حقیقی انسانی زندگی تو آپ کے باعث دنیا کو معلوم ہوئی اور شہنشاہوں اور خدائی کے دعویدار فرعونوں اور نمرودوں نے انسانیت کو غلام بنا لیا تھا اور حکمران عوام کو ڈھور ڈنگروں کی طرح زندگی گزارنے پر مجبور کرتے رہے۔ آپ ﷺ نے دنیا پر احسان کیا اور یہ آپ ہی کی رحمت کی جھلک ہے کہ غلاموں کو خلافت ارضی کی سرداری سکھا دی اور بندہ و صاحب و محتاج و غنی سب ایک کر دیے۔

6۔ اے رحمت دو عالم ﷺ آپ کی تشریف آوری سے پہلے انسانیت مادّی وسائل کے باوجود صحیح رہنمائی نہ ہونے کے سبب خوار تھی۔ رومی بادشاہ تفنّن طبع کے لیے انسانوں کو بھوکے شیروں کے سامنے ڈال دیتے تھے اور لطف اندوز ہوتے تھے۔ اس روئے ارضی پر بسنے والے تمام انسان ذلیل و خوار تھے۔ خدائی کے دعویدار بادشاد اور اشرافیہ کی لوٹ کھسوٹ سے انسانیت شرمندہ تھی۔

7۔ بنی اسرائیل اپنے پہلے زوال میں 600 ق م کے بعد انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی قتل کر دیتے تھے اور یوں آسمانی ہدایت کو جبراً روک دیتے تھے یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی بنی اسرائیل کے ایک گروہ نے مصلوب کرنے کی راہ ہموار کر دی تھی مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ اُٹھا لیا۔ 610ء میں غارِ حرا، میں آپ ﷺ پر وحی کا آغاز ہوا۔ اس سے پہلے بارہ صدیاں دنیا میں گمراہی کا دور دورہ تھا اور تمام سیکولر فلسفے اسی دور میں پروان چڑھے۔ آپ ﷺ نے تشریف لا کر انسانیت کا درس دیا اور اللہ تعالیٰ کی بندگی کے حقیقی جذبے کی آگ کو بھڑکایا اور آب و گل کے وحشی انسان ___ آپ کی تعلیمات کی بدولت حقیقی انسان بن گئے۔

8۔ آپ ﷺ ہی کا فیض ہے کہ مساواتِ انسانی کی تعلیمات کے نتیجے میں عام انسان بھی شہنشاہوں کا دامن اور گریبان پکڑنے والے (احتساب کرنے والے) بن گئے۔ گویا ذرے آفتاب و ماہتاب کے ہم پلہ ہوگئے۔ گرے ہوئے انسان آپ ﷺ ہی کی تعلیمات سے اپنی مخفی صلاحیتوں اور اپنے حقیقی مقام سے آگاہ ہوئے۔

9۔ میں نے مشرق و مغرب کے فلسفے کھنگالے اور قدیم و جدید علوم پر نظر ڈالی، رومیوں اور یونانیوں کی لوٹ کھسوٹ اور مظالم کو بھی پڑھا ___ مگر آپ کی تعلیمات پر نظر پڑی اور قرآن مجید کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کی سیرتِ مطہرہ کو پڑھا تو دل نے بے اختیار آپ ﷺ کو دنیا کے لئے رحمتُ بے پایاں' اور آپ ﷺ کی تعلیمات کو انسانیت کے دکھوں کا صحیح مداوا ہونے کی تصدیق کر دی اور یوں میرا دل اپنے والدین کے احسانات سے بھی کہیں زیادہ آپ ﷺ کے احسانات کا زیر بار اور ممنون نظر آیا۔ اسی وجہ سے اب آپ ﷺ میرے لئے میرے ماں باپ سے بھی زیادہ محبوب ہیں اور آپ پر میرے ماں باپ بھی قربان۔

دلوں کو مرکزِ مہر و وفا کر
حریمِ کبریا سے آشنا کر
جسے نانِ جویں بخشی ہے تو نے
اسے بازوئے حیدرؔ بھی عطا کر

مغرب نے نائن الیون کے بعد باقاعدہ حملہ کر کے ایک بیانیہ دیا، جسے ہم بھی مغرب کی ایماء پر طاقت سے نافذ کرنا چاہتے ہیں لیکن مغرب سے یہ نہیں پوچھتے کہ سوشل سائنسز کے کس اصول کے تحت طاقت سے نافذ کیے گئے بیانیہ کا جواب صرف زبان سے دیا جاتا ہے؟: اوریا مقبول جان

سوشل ویلفیئر سٹیٹ کا مغربی تصور رکھنے والی حکومتیں جب عوام کو امن وامان اور بنیادی سہولتیں فراہم کرنے میں ناکام ہو جاتی ہیں تو وہ PSL کی طرح کے کھیل تماشے شروع کرتی ہیں تاکہ عوام کی توجہ اصل مسائل سے ہٹی رہے اور وہ حکومت کے لیے مشکل پیدا نہ کریں: حافظ رشید ارشد

کھیل کود اسلام کی رو سے .... PSL فائنل کے تناظر میں کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں نامور دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: آصف حمید

سوال :انسان کی تخلیق کا بنیادی مقصد کیا ہے؟ اور اسلام میں کھیل کود کی کہاں تک گنجائش ہے؟

حافظ رشید ارشد : بنیادی طور پر ہمیں ہر چیز میں دیکھنا چاہیے کہ اس کی شرعی حیثیت کیا ہے۔لیکن بدقسمتی سے اس وقت مصنوعات سے لے کر سائنس اور ٹیکنالوجی تک، حتیٰ کہ نظریات وتصورات سمیت ہر چیز مغرب کے ٹیکسال سے ڈھل کر آتی ہے اور جو مغرب کا تصور ہے اس کے مطابق Human being is a pleasure seeking animal۔یعنی مغرب کے نزدیک انسان کی زندگی کا مقصد سوائے لذت کے حصول کے اور کچھ نہیں۔ اب ظاہر ہے یہ چیز ہمارے تصورات سے ٹکراتی ہے۔ ہماری بنیادی شناخت یہ ہے کہ ہم عبداللہ (اللہ کے بندے) ہیں اور اللہ کا بندہ ہونا کوئی کاسٹیوم کی طرح کی چیز نہیں ہے کہ مختلف جگہوں پر مختلف کاسٹیوم یا یونیفارم پہن لیے اور پھر ان کو اُتار بھی دیا۔ بلکہ یہ ہماری مستقل حیثیت ہے جس سے ہم کبھی دست بردار نہیں ہو سکتے۔ہم مسجد میں ہیں تو عبداللہ کی حیثیت سے ہیں، پارلیمنٹ میں ہیں تو عبداللہ کی حیثیت سے ہیں۔ ہم کھیل کے میدان میں بھی ہیں تب بھی ہم عبداللہ ہیں۔لیکن بدقسمتی سے آج ہم اس حیثیت کو بھول رہے ہیں تو اس کی وجہ لھوالحدیث ہے۔قرآن کہتا ہے کہ جو چیز اللہ کی یاد سے غافل کر دے وہ لھوالحدیث ہے۔ چاہے ایک کام بالکل مباح ہو، جائز ہو لیکن اس میں انسان کی محویت اتنی زیادہ ہو جائے کہ انسان اللہ کی یاد سے غافل ہو جائے، نماز سے غافل ہو جائے اور اللہ نے اس پر جو دینی ذمہ داریاں عائد کی ہیں ان سے غافل ہو جائے تو وہ ناجائز ہو جاتا ہے۔اس لیے کہ ہم اللہ کے بندے ہیں اور ہماری کوئی سرگرمی بھی نیوٹرل زون میں نہیں ہونی چاہیے۔ ایمان کی کیفیت میں تو فرق آسکتا ہے جیسا کہ حضرت حنظلہ ؓ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا یارسول اللہ ﷺ! جب ہم آپ کی خدمت میں ہوتے ہیں تو کیفیت کچھ اور ہوتی ہے اور جب اپنے گھر والوں میں یا روزگار میں مشغول ہوتے ہیں تو کیفیت کچھ اور ہوتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے حنظلہ ؓ! تمہاری وہ کیفیت جو میری صحبت میں رہتی ہے اگر برقرار رہے تو فرشتے تمہارے بستروں میں اور

مرتب: محمد رفیق چودھری

راستوں میں تم کو سلام کریں"۔اس لیے ایمانی کیفیت میں فرق آسکتا ہے لیکن جو ہماری مستقل حیثیت ہے اس کو کھو دینا ہم افورڈ نہیں کر سکتے۔ جبکہ مغرب میں بے دین تو بے دین جو مذہبی لوگ ہیں انہوں نے بھی اپنی زندگی کو مختلف خانوں میں تقسیم کر رکھا ہے۔یعنی ایک زندگی ان کی وہ ہے جو چرچ میں ہوتی ہے اور ایک وہ ہے جو نائٹ کلب میں ہوتی ہے اور انہیں ان دونوں میں کوئی تضاد نہیں لگتا۔لیکن ظاہر بات ہے کہ اسلام دین حق ہے۔وہ زندگی کے ایک ایک لمحے پر اپنا غلبہ چاہتا ہے۔ چاہے وہ عبادت ہو، چاہے وہ تفریح ہو، چاہے وہ میاں بیوی کا تعلق ہو۔لہٰذا ہر وہ سرگرمی اور کھیل کود جو انسان کو اللہ کی یاد سے غافل نہ کرے مباح ہے۔ بلکہ کئی جگہوں پر ضروری ہے اور کچھ جگہوں پر مستحب ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے خود کچھ فزیکل سرگرمیوں کے بارے میں تلقین فرمائی، جیسے نیزہ بازی، گھڑ سواری وغیرہ۔آپ ﷺ نے خود اپنے زیر اہتمام باقاعدہ گھڑ دوڑ بھی کروائی۔ کیونکہ نفس کے بھی کچھ حقوق ہیں۔ اگر نفس کے حقوق ادا نہیں ہوں گے تو انسان اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بھی مستعد نہیں ہوگا۔نفس کے حقوق میں فزیکل سپورٹس بھی شامل ہیں۔ اس لیے جو کھیل کھیلنا جائز ہے اسے دیکھنا بھی جائز ہے۔

سوال : کرکٹ کھیلنا جائز ہے تو اس کو دیکھنا بھی جائز ہوگا؟

اوریا مقبول جان : بنیادی طور پر اس کرکٹ کے اردگرد بہت کچھ گھومتا ہے۔ کرکٹ کا آغاز ایک Hero worship سے ہوتا ہے اور ہیرو ورشپ ایک مخلوط ماحول سے شروع ہوتی ہے۔ آپ دیکھ لیجئے کہ کرکٹ کے ساتھ آپ کی ساری رومانیت فلمی ہیروئنوں سے چلتی ہے۔جیسے ایک زمانے میں پہلوانوں کے ساتھ عوام کی ساری رومانیت طوائفوں کی وجہ سے ہوتی تھی اور اس پر فلمیں بنتی تھیں۔ کارپوریٹ کلچر اس کو ایسے ہی نہیں چھوڑ دیتا بلکہ اس کو پورا کیش کرتا ہے۔ بنیادی طور پر آج کھیل کو کارپوریٹ کلچر نے خرید لیا ہے۔کھلاڑی جب کھیلنے کے لیے نکلتا ہے تو وہ دیکھتا ہے کہ کتنی لڑکیاں اس کی پرستار بنتی ہیں، کتنی اس کی گاڑی کو چھوتی ہیں۔ جب تک وہ کھیل کے لیے مخلوط ماحول create نہیں کرتے انھیں کھیل کا مزہ نہیں آتا۔ پہلے تو کرکٹ میں مرد کھیلتے تھے اب اس میں وہ عورتوں کو بھی لے آئے ہیں۔ گویا تلذذ کا ایک اور راستہ انہوں نے اختیار کر لیا ہے۔ایک پروڈکٹ کے اشتہار میں ایک لڑکی اپنے باپ کو ناراض کر کے کرکٹ کھیلنے نکلتی ہے اور اس کو success سٹوری بنا دیا جاتا ہے۔ جبکہ کرکٹرز کی اس طرح کی success سٹوری ہوتی ہی نہیں ہے۔ایسے اشتہار اس لیے بنائے جاتے ہیں تاکہ کرکٹرز کی ایک ہیرو ورشپ پیدا کی جا سکے۔کیا آپ نے کسی داڑھی والے کرکٹر جس کو اللہ نے ہدایت دی ہو کا پوسٹر دیکھا ہے۔ آپ کو اسی کے پوسٹرز نظر آئیں گے جو کارپوریٹ کلچر کے مزاج کے ساتھ فٹ ہوتا ہے۔ جیسے حسرت موہانی کا بہت پیارا شعر ہے۔

اللہ ری جسم یار کی خوبی کہ خود بخود
رنگینیوں میں ڈوب گیا پیرہن تمام!

آپ حسرت موہانی کی شکل دیکھیں اور پھر یہ شعر بھی دیکھیں۔ استاد یندار آدمی بھی جب شاعری کے میدان میں آیا تو یہی ہوا کہ رنگینیوں میں ڈوب گیا پیرہن تمام۔ تو جب تک پیرہن ویسا نہیں ہوگا، تراش خراش ویسی نہیں ہوگی جیسی کارپوریٹ کلچر چاہتا ہے تو اس کا مقصد پورا نہیں ہوتا۔ لڑکیاں چوکوں اور چھکوں پر ڈانس کرتی ہیں اور کیمرہ مین کو تو ٹریننگ ہی یہ ملی ہوتی ہے کہ خوبصورت چہرہ دیکھ کر اس پر فوکس کرنا ہے۔ تو بنیادی طور پر یہ سارا کچھ انسان کو شیطانی راستے پر چلانے کا ایک طریقہ ہے اور کچھ نہیں۔

سوال: اس طرح کی خباثتوں میں کرکٹ دیکھنا کیسا ہے؟

حافظ رشید ارشد: تفریح کی بھی حدود ہیں۔ لیکن جیسا کہ اوریا مقبول جان صاحب نے کہا کہ کارپوریٹ سیکٹر نے کھیل کو کاروبار بنا لیا ہے اور زیب و زینت اور رنگینیاں پیدا کر کے نفع اٹھا رہا ہے۔ پہلے ملک کھیلا کرتے تھے لیکن اب جس طرح IPL ہے یا PSL ہے، ان میں کوئی ملک جیتتا ہے اور نہ کوئی ہارتا ہے بلکہ جیت ہوتی ہے صرف کارپوریٹ سیکٹر کی۔ آئی پی ایل اور پی ایس ایل میں باقاعدہ کھلاڑیوں کو خریدا جاتا ہے، بولی لگائی جاتی ہے اور ظاہری سی بات ہے کہ ان میں کوئی پردہ بھی نہیں ہوتا۔ آئی پی ایل میں تو سپورٹس اور فلم انڈسٹری کے لوگوں کو جمع کر دیا گیا ہے۔ تو یہ سب ایک پیسے کا کھیل ہے اور پیسے کے لیے ہی لوگوں کو اس میں لگایا گیا ہے۔ ہمارے ہاں پی ایس ایل کا جو فائنل ہوا اس میں حکومت کے تو شاید کروڑوں یا اربوں روپے لگ گئے ہوں لیکن نفع صرف ملٹی نیشنلز کو ہوا۔ کرس ہیجز نے اپنی مشہور کتاب Empire of illusion میں لکھا ہے کہ یہ پوری تہذیب ایک فریب پر کھڑی ہوئی ہے۔ اس نے کہا کہ کوئی سوچ سکتا ہے کہ امریکہ کی مشہور یونیورسٹی برکلے میں سب سے زیادہ معاوضہ لینے والا کون ہوگا؟ پتا چلا کہ وہ فٹ بال ٹیم کا کوچ ہے جس کو تین ملین ڈالرز سالانہ ملتے ہیں۔

اوریا مقبول جان: وائس چانسلر کی تنخواہ سے وہ تین سو گنا زیادہ کماتا ہے۔ کارپوریٹ کلچر کا کمال دیکھیے۔ امریکہ میں سب سے زیادہ کمانے والی ایک طوائف ہے جو ایک ہزار ڈالر فی گھنٹہ کماتی ہے۔ کسی بھی بڑے سے بڑے پروفیشنل کی آمدنی اس سے زیادہ نہیں ہے۔ ایک سپریم کورٹ کا جج ساڑھے تین لاکھ ڈالر سال کا کماتا ہے۔ جیوڈی ٹی وی پر ایک جج جیوڈی نامی لیگل شو کرتی ہے۔ وہ تیس لاکھ ڈالر سالانہ کماتی ہے۔ دنیا میں دو تین تہذیبیں (یونانی، رومی، اسلامی) ہیں جنہوں نے مختلف علوم کے طریقہ کار واضح کیے۔ لیکن بدترین نظامِ تعلیم آج کا جدید نظامِ تعلیم ہے۔ یہ پہلا نظامِ تعلیم ہے جس نے ڈگری کو مارکیٹ میں تولنے کی رسم ڈالی۔ ہاورڈ کی ڈگری ایک لاکھ کی ہے تو فلاں کی ڈگری دو لاکھ کی ہے۔ یعنی اگر آپ کی ڈگری مارکیٹ میں قابل قبول نہیں ہے تو آپ کو اس علم کا فائدہ نہیں اور وہ کتنا ہی نافع علم ہو آپ اس کو نہیں پڑھیں گے۔ اب تو اخلاقیات نام کی شے بھی کچھ نہیں رہ گئی۔ ریاست نے جو کچھ رولز بنائے ہوئے ہیں اسی حساب سے آپ اپنی اخلاقیات طے کریں گے۔ ریاست نے اگر رول بنایا ہے کہ ہم جنس پرستی جائز ہے تو آپ کتنی ہی بائیولاجیکل دلیلیں دے لیں کہ یہ غلط ہے لیکن وہ نہیں مانیں گے۔ اب ریاست ہی طے کرتی ہے کہ کہاں سچ بولنا ہے اور کہاں جھوٹ۔ یعنی تمام سماجی اور فطری اصول ختم ہوگئے۔

سوال: لھوالحدیث کی آیت میں لیضلَّ عن سبیل اللہ کے الفاظ بھی ہیں جس کے معنی ہیں تا کہ وہ اللہ کے راستے سے گمراہ کردے۔ پہلے زمانے میں یہ بادشاہوں کا کام تھا کہ وہ لوگوں کو ایسے کھیل تماشوں میں لگاتے تھے تا کہ وہ غم بھول جائیں اور انہیں تنگ نہ کریں۔ آج یہ کس لیے ہو رہا ہے؟

رشید ارشد: رومن ایمپائر میں جب زوال شروع ہوا ہے تو وہاں ایک phrase coin کیا گیا جو آج بھی چلتا ہے اور وہ ہے بریڈ اینڈ سرکس۔ اگر ہم دینی لحاظ سے دیکھیں تو حکومت کی بنیادی ذمہ داری اقامت الصلوۃ ہے، ایتاء زکوۃ ہے، امر بالمعروف ہے اور نہی عن المنکر ہے۔ جبکہ ایک ماڈرن سوشل ویلفیئر سٹیٹ کا تصور یہ ہے کہ لوگوں کو امن وامان فراہم کرنا ہے، بنیادی ضرورتیں فراہم کرنی ہیں۔ اگر حکومتیں اس میں فیل ہو جاتی ہیں تو پھر وہ اس طرح کے کھیل تماشے شروع کرتی ہیں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ گزشتہ عشرے میں بھی یوتھ میلے شروع ہوئے تھے اور ان میں ایسے ریکارڈ بنائے گئے جن کے بارے میں سوچ کر ہنسی آتی ہے۔ وجہ یہ تھی کہ حکومت کرائسز میں تھی، اس پر تنقید ہو رہی تھی تو لوگوں کی توجہ ہٹانے کے لیے انہیں اس طرح کے کاموں میں لگا دیا گیا۔ تو ایک مقصد یہ بھی ہے

اوریا مقبول جان: فرائڈ کا یہ فقرہ human being is a pleasure seeking animal نوجوان نسل کے لیے کشش رکھتا ہے۔ جب فرائڈ جرمنی سے انگلینڈ پہنچا ہے تو اس کی یہ بات لوگوں میں بہت عام ہوگئی تھی۔ وہ ایک ہال میں تقریر کر رہا تھا تو اس سے دو بڑے مزیدار سوالات پوچھے گئے۔ خواتین نے پوچھا کہ pleasure کا مطلب ہے کہ انسان کو تمام آزادیاں حاصل ہوں۔ یعنی شادی، پردہ وغیرہ کی پابندیاں ختم ہونی چاہییں جنس کو عام کر دینا چاہیے تو تم خود کیوں نہیں اس کو اپناتے؟ فرائیڈ نے بڑا کمال کا فقرہ بولا تھا کہ postponement of desire is the manifestation of normality۔ یعنی اپنی خواہش کو ملتوی کر دینا ایک نارمل انسان کی علامت ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ایک جانور اور انسان میں فرق یہ ہے کہ جانور کو جیسا بھی کھانا ملے گا وہ کھالے گا۔ لیکن انسان وہ کھائے گا جو اس کو اچھا لگے گا یا جو اس کے لیے حلال ہے۔ اسی طرح جانور کو جہاں نیند آئے گی مٹی میں سو جائے گا لیکن انسان آرام دہ بستر چاہے گا، اندھیرا چاہے گا۔ اسی طرح جانور اپنا جنسی جذبہ جہاں بھی اور جیسے بھی ہو پورا کرے گا مگر انسان رکے گا اور مسلمان ہے تو جائز تعلقات استوار کرے گا۔ pleasure seeking کی سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ pleasure ایک دفعہ ہونے کے بعد اس میں لذت ختم ہو جاتی ہے۔ آپ ایک دفعہ pleasure لیتے ہیں، دو دفعہ لیتے ہیں اس کے بعد اس کی sensitivity ختم ہو جاتی ہے۔ پھر آپ ایک اور راستہ نکالتے ہیں۔ مغرب میں یہی ہوا۔ پہلے تھوڑے کپڑے اتارے، پھر زیادہ اور آخر میں بالکل برہنہ ہوگئے۔ جب سب کچھ open ہوگیا تو پھر تنگ آگئے اور ہم جنس پرستی کرنے لگے۔ اس کے بعد جانوروں کے ساتھ جنسی تعلقات کا شوق پورا کرنے لگے۔ لہٰذا بنیادی طور پر pleasure achieve نہیں ہوتا۔ میں نے ایک حدیث میں پڑھا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے سکون کو جنت میں رکھ دیا ہے اور لوگ اسے دنیا میں تلاش کر رہے ہیں۔ یعنی دنیا تو ایک تڑپ اور اضطراب کی جگہ ہے اور اللہ چاہتا ہے بندہ ایسے ہی تڑپتا ہوا آ کر مجھے ملے۔ وہ اس کا غم ختم کرنا چاہتا ہے۔

سوال: حکومت کا دعویٰ ہے کہ اس نے PSL کا فائنل لاہور میں کروا کر دہشت گردی کو شکست دے دی ہے۔ آپ اس دعوے سے اتفاق کرتے ہیں؟

اوریا مقبول جان: پہلے آپ نے ضرب عضب کے ذریعے دعویٰ کیا کہ ہم نے دہشت گردی کو مکمل شکست دے دی ہے، لوگوں کو تمغے لگ گئے، ہر جگہ راحیل شریف کی تصویر لگ گئی۔ اگر ضرب عضب واقعی کامیاب تھا تو پھر یہ ردالفساد کیا ہے؟ اور کل کو ردالفساد کامیاب ہوگا تو آگے کیا ہوگا؟ دوسری بات یہ ہے کہ اس طرح کا ایونٹ تو ہر جگہ کیا جا سکتا ہے۔ اس سے آپ کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ پاکستان اور دنیا بھر سے دہشت گردی ختم ہوگئی؟ دہشت گردی کی

وجوہات تو آپ خود create کرتے ہیں۔ جسٹس شوکت عزیز صدیقی کا فیصلہ بڑا پیارا ہے۔ انہوں نے کہا کہ لبرل ازم کی دہشت گردی سب سے بڑی دہشت گردی ہے۔ دس سال تک آپ نے لوگوں کی نیندیں حرام کیے رکھیں۔ وہ جب پڑھتے تھے اور دیکھتے تھے کہ یہ کیا ہو رہا ہے میرے دین کے ساتھ، میرے رسول ﷺ کی ناموس کے ساتھ تو وہ اس غصے میں کچھ بھی کر سکتے تھے۔ اگر کوئی کسی کے باپ کو گالی دے تو کیا وہ برداشت کرے گا؟ جبکہ ایک مسلمان کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کی عزت باپ دادا کی عزت سے ہزار گنا بڑھ کر ہے۔ PSL کی طرح کے ایونٹ کا مقصد جوا مافیا کو تحفظ دینا تھا۔ اگر اتنے ہی شیر کے بچے تھے تو PSL کے سارے میچز پاکستان میں کیوں نہ کروائے۔ پاکستان میں ایک میچ کرا کے کیا دکھانا چاہتے ہیں کہ آپ مکمل سکیورٹی زون میں آ گئے ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ جہاں جہاں آپ نے آپریشن کیے ہیں وہاں ابھی تک آپ موجود ہیں۔ جبکہ سیاسیات کا پرنسپل کہتا ہے بہترین ریاست وہ ہوتی ہے جہاں سپاہی نہ کھڑے ہوں مگر لوگ اشارہ کراس نہ کریں، کوئی جرم نہ کریں۔ یہ ہے وہ بنیادی جوہر جو اس پورے علاقے میں 1996ء میں افغان طالبان نے حاصل کیا۔ شہر میں صرف 7 سپاہی ہوتے تھے، وہ بھی ٹریفک کنٹرول کے لیے مگر پورے شہر میں امن تھا۔ یہ جوہر اس وقت حاصل ہوتا ہے جب آپ انصاف فراہم کریں جو کہ آپ یہاں کر نہیں سکتے۔

سوال: دہشت گردی کو ختم کرنے کے لیے دینی نقطہ نظر سے ہمیں کیا اقدامات کرنے چاہییں؟

رشید ارشد: پہلی بات یہ ہے کہ جس مقصد کے لیے ہم نے اس ملک کو حاصل کیا تھا اور جو خواب لوگوں کو دکھائے گئے تھے کہ ہم یہاں پر دین کا بول بالا کریں گے۔ اس طرف ہم گئے ہی نہیں۔ جس کی وجہ سے پھر بہت سے لوگوں نے دین کو مختلف طریقوں سے پھیلانے کی اور نافذ کرنے کی کوشش کی، بہت سے لوگ سیاسی کھیل کا حصہ بن گئے لیکن کئی منحرف ہو گئے۔ انہوں نے کہا کہ یہ غداری ہے اور عسکریت پسندی اس کا حل ہے۔ ان میں سے بہت سے لوگوں پر ظلم و زیادتی کی گئی جس کا ردعمل آیا اور کئی واقعتاً مظلوم تھے لیکن مظلوم بننے کے بعد خود ظالم بن گئے اور پھر دو ظالموں کا مقابلہ شروع ہو گیا۔ کچھ لوگوں کے ذہنوں میں خیال پیدا ہوا کہ دین کے غلبے کے لیے اب عسکریت پسندی کے سوا کوئی حل نہیں رہا۔ یہ سب اس وجہ سے ہوا کہ یہاں عدل نہیں کیا گیا۔ جبکہ عدل فراہم کرنا ریاست کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ قرآن مجید میں بھی ارشاد ہے کہ: ﴿وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ؕ﴾ (الشوریٰ:15) ''اور (آپ کہہ دیجیے کہ) مجھے حکم ہوا کہ میں تمہارے درمیان عدل قائم کروں۔'' جب عدل نہیں ہوگا تو فرسٹریشن پیدا ہوگی۔ جس کی وجہ سے بہت سی خرابیاں پیدا ہوں گی۔ دوسری بات یہ ہے کہ اب کوئی بھی چیز لوکل نہیں رہی بلکہ ہر چیز میں گلوبلائزیشن آ گئی ہے۔ ہمارے ہاں جو کچھ بھی ہوا وہ ہم نے اپنی ذاتی، مقامی یا ملکی سوچ کے تحت نہیں کیا بلکہ عالمی طاقتوں کے دباؤ پر کیا ہے۔ جبکہ ہمیں بنیادی چیز یہ دیکھنی چاہیے تھی کہ ہماری وفاداری کس کے ساتھ ہے؟ دین کے ساتھ ہے یا بیرونی قوتوں کے ساتھ ہے؟ کیونکہ یہ جملہ اب عام بولا جاتا ہے کہ حق و باطل کوئی چیز نہیں ہوتی، ملک ہوتے ہیں اور ملکوں کے مفادات ہوتے ہیں۔ جبکہ ایک مسلمان کو یہ سوچ زیب نہیں دیتی۔ مسلمان کی زندگی چاہے انفرادی ہو یا اجتماعی اس کے کچھ اصول ہونے چاہییں جو کہ عدل و انصاف پر مبنی ہوں۔ لیکن ہم نے انٹر نیشنل لیول پر بھی کچھ غلطیاں اور ظلم و زیادتیاں کی ہیں جس کا ریٹرن ہمیں بھگتنا پڑ رہا ہے۔ لہٰذا جب تک آپ دہشت گردی کے بنیادی ذرائع پر توجہ نہیں دیں گے تو کچھ سجاوٹی قسم کی کارروائیاں کام نہیں دیں گی۔

> **افغانستان کے طالبان دورِ حکومت میں پورے شہر میں صرف 7 سپاہی ٹریفک کنٹرول کے لیے کھڑے ہوتے تھے اور شہر بھر میں کوئی ایک بھی جرم کا واقعہ رپورٹ نہیں ہوتا تھا۔ ایسا صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب آپ لوگوں کو انصاف فراہم کریں جو کہ پاکستان کے موجودہ نظام میں ممکن نہیں۔**

اوریا مقبول جان: آج کل ایک لفظ بہت مشہور ہوا ہے کہ آپ اپنا ایک بیانیہ دیں۔ مطلب صاف واضح ہے کہ یہ بیانیہ مذہب کے خلاف ہونا چاہیے۔ ایک مذہبی سکالر نے ایک جوابی بیانیہ بتایا بھی کہ یہ ہونا چاہیے اور انہوں نے سارا ملبہ مدرسوں پر ڈال دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ نائن الیون کے بعد مغرب نے آپ کو ایک بیانیہ دیا ہے کہ اگر آپ نے دنیا میں زندہ رہنا ہے تو ان اقدار کے ساتھ زندہ رہنا ہے۔ اول آپ کے ملک میں جمہوریت ہو ورنہ ہم عراق پر حملہ کریں گے اور افغانستان پر کریں گے۔ وہاں اپنی مرضی کا آئین ڈرافٹ کریں گے، اپنی مرضی کے الیکشنز کرائیں گے، آٹھ دس لاکھ بندے ماریں گے اور کہیں گے کہ اس طرح زندہ رہو ورنہ زندہ نہیں رہنے دیں گے۔ دوئم اپنے ملک کو بے شک اسلامی جمہوریہ لکھیں مگر اس کے تمام پہلو سیکولر ہوں ورنہ آپ پر فلاں فلاں پابندیاں لگا دیں گے۔ چنانچہ مغرب نے اپنے اس بیانیہ پر عمل درآمد بھی کیا، تبلیغ یا گفتگو سے نہیں بلکہ باقاعدہ حملہ کر کے کیا۔ یعنی اپنے بیانیہ کو انہوں نے طاقت سے نافذ کیا۔ لہٰذا آپ مجھے دنیا بھر کی سوشل سائنسز کے کسی ایک اصول کے تحت بتا دیں کہ طاقت سے نافذ کیے گئے بیانیہ کا جواب صرف زبان سے ملتا ہے؟ اگر ریاست کھڑی نہیں ہوگی، لوگ کھڑے نہیں ہوں گے تو گروہ اٹھ کھڑے ہوں گے۔ آج تک طاقت سے نافذ بیانیہ کا جواب زبان سے کسی نے نہیں دیا۔ دوسری بات یہ ہے کہ میڈیا ان کے پیچھے ہے۔ میڈیا نے اس بیانیہ کو ایک فورس کے طور پر establish کیا۔ مثلاً عراق وار اور افغانستان وار میں بمباری ہوئی، آپ نے آرام سے بیٹھ کر ہالی ووڈ کی فلم کی طرح اس کو انجوائے کیا۔ آپ کے ذہن میں یہ خیال نہیں آیا کہ اس بمباری سے کتنے بچے ہلاک ہو گئے، کتنی خواتین ہلاک یا بیوہ ہوئیں۔ اس بے حسی نے اس چیز کو اور زیادہ بڑھاوا دیا اور خوف اور دہشت پیدا کی۔ اس کے برعکس جن لوگوں نے اپنے پھول جیسے آٹھ دس بچوں کی لاشیں اٹھائی تھیں، جنہوں نے اپنے گھر جلتے ہوئے دیکھے تھے، ان کے دل میں قدرتی طور ایک انتقام کا پہلو پیدا ہو گیا اور انتقام ہر انسان اور حیوان کی جبلت میں شامل ہے۔ اس جبلت کو اگر آپ کہیں کہ یہ دہشت گردی ہے تو پہلے آپ اس بیانیہ کو ختم کرو جس کا یہ ردعمل ہے۔ کیا نائن الیون سے پہلے سارے مدرسے دہشت گرد پیدا کر رہے تھے؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے ایک بیانیہ کو طاقت سے نافذ کرنے کی کوشش کی جس کے مقابلے میں یہ بیانیہ آیا۔ اس پر وِل ڈورینٹ کی ایک کتاب ہے Heroes of the history۔ وہ بڑی کمال کی دو مثالیں دیتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جب بھی کسی معاشرے کی اقلیت اکثریت کی بنائی ہوئی اقدار کے خلاف طاقت کے زور پر کوئی چیز نافذ کرنے کی کوشش کرتی ہے تو اس معاشرے پر مذہبی اقدار چھا جاتی ہیں۔ اس نے روم کی مثال دی کہ جب روم کی اشرافیہ نے تعیش اور شہوت پسندی کو طاقت سے نافذ کرنے کی کوشش کی تو روم میں ایک مضبوط عیسائی فرقہ Puritans وجود میں آ گیا۔ چنانچہ یہاں دہشت گردی نہ تو ان کی بندوقوں سے ختم ہوگی اور نہ بموں سے ختم ہوگی۔ جب تک یہ بیرونی بیانیہ

نافذ ہوتا رہے گا یہ بیانیہ اس کا جواب دیتا رہے گا۔

سوال: قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے عذاب کی مختلف صورتیں بیان کی ہیں۔ کیا یہ سیلاب، زلزلے اور آپس کی لڑائیاں اللہ کی طرف سے ہمارے لیے مختلف سزائیں ہیں یا یہ وارننگ ہیں؟

حافظ رشید ارشد: ظاہری بات ہے کہ اللہ تعالیٰ تنبیہ کرتے ہیں، جھنجھوڑتے ہیں تاکہ لوگ متوجہ ہوں، ان کو ہوش آجائے اور جو ان کے اصل مقاصد ہیں ان کی طرف وہ پلٹیں۔ دراصل ہمیں چاہیے کہ ہم مغرب کا بیانیہ زبردستی مسلط کرنے کی بجائے علاقائی سطح پر اپنا ایک بیانیہ بنائیں۔ ظاہر ہے مغرب نے افغان طالبان کو اس لیے برداشت نہیں کیا کہ انہوں نے مغرب کے مقابلے میں اپنا ایک ماڈل قائم کیا۔ مغرب کا ماڈل تو progress and development کا ہے۔ GDP, GNP وغیرہ میں بڑھوتری یعنی خالصتاً سرمایہ دارانہ۔ جبکہ طالبان نے اس کو بائی پاس کرتے ہوئے خیر پر مبنی اپنا سماج قائم کیا۔ جس سے مغرب کو خوف لاحق ہوگیا کہ کہیں یہ ماڈل دنیا میں مقبول نہ ہو جائے۔ اس وقت مسلمانوں کا مسئلہ یہ ہے کہ انہوں نے مغرب کے تراشے ہوئے ڈویلپمنٹ اور پراگریس کے بت کو own کرلیا۔ جبکہ افغان طالبان کی حکومت میں ایسا کچھ بھی نہیں تھا لیکن اس کے باوجود لوگ اس کی طرف متوجہ ہو رہے تھے کیونکہ اس میں ایک فطری کشش تھی۔ باقی مسلمانوں کے لیے بھی اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے، ڈاکٹر اسرار احمدؒ بھی یہی کہتے رہے کہ جب تک ہم ایک ماڈل ریاست وسماج قائم نہیں کریں گے اور اپنا ایک ورلڈ ویو develop نہیں کریں گے جس میں ہمارا اپنا تصور انسان ہو، اپنا تصور حقیقت ہو، اور اپنا تصور کائنات ہو، اس وقت تک ہمیں جینے نہیں دیا جائے گا۔ لیکن اس وقت حالت یہ ہے کہ ہمارے ہاں جو نظام تعلیم ہے، نصاب ہے، وہ سارا مغرب کا ہے، پالیسیاں مغرب کی ہیں، بیانیہ مغرب کا ہے تو ان حالات میں تقریباً ناممکن ہے کہ ہم مقابلہ کرسکیں۔ ہمیں اپنا ایک ورلڈ ویو بنانا ہوگا۔ اس کے مطابق اپنا سماج تشکیل دینا ہوگا جو خیر پر مبنی ہو، عدل و انصاف پر قائم ہو۔ ان اصولوں پر ایک ریاست قائم ہو اور پھر وہ دنیا کے لیے ماڈل بنے۔

❁❁❁

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

بقیہ: منبر و محراب

کی گئیں؟ اصل بات یہی ہے کہ اگر ہم خود اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانیوں سے باز نہیں آئیں گے تو اس طرح کے گستاخ بھی پیدا ہوتے رہیں۔ لہٰذا ان فتنوں کا مقابلہ کرنے کے لیے ہمارے اندر جرأت تب ہی پیدا ہوگی جب ہم اپنے ذاتی کردار کو نبی اکرم ﷺ کے اسوہ کے مطابق استوار کریں گے ورنہ سوال یہی اُٹھے گا کہ جس گستاخی پر ہم اتنی غیرت کا اظہار کر رہے ہیں خود اس سے کتنا بچ رہے ہیں یعنی خود اُسوہ پر کتنا عمل کر رہے ہیں؟

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

لہٰذا صرف جذباتی باتیں کافی نہیں ہیں عمل کی بھی ضرورت ہے۔ ہماری رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محبت، عقیدت اور ہمارے ایمان کا لازمی تقاضا ہے کہ ہم اپنی زندگی کا جائزہ لیں۔ دیکھیں کہ اس میں کون کون سے کام آپ ﷺ کی شریعت مطہرہ کے خلاف ہیں ان سے باز آجائیں اور بدلنے کا آغاز اپنی ذات سے کریں۔ اگر ایسا کرتے ہوئے دوسروں تک حق بات پہنچائیں گے تو اس کا اثر بھی ہوگا۔ پھر ہم تھوڑے بھی ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ہماری تائید ونصرت فرمائے گا۔ مگر آج ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہمارے قول وفعل میں تضاد ہے جس کے نتیجے میں ہماری حالت یہ ہے کہ

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم
نہ اِدھر رہے اور نہ اُدھر کے رہے

موجودہ حالات میں جب کہ توہین رسالت کے خلاف آواز اٹھ رہی ہے تو ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اس آواز میں اپنی آواز ملائیں مگر ساتھ ساتھ اپنے عملی رویوں کی اصلاح بھی کریں۔ جج صاحب نے بالکل صحیح توجہ دلائی ہے کہ اس وقت پورا میڈیا ایسی بے حیائی پھیلا رہا ہے کہ کسی کے لیے ممکن نہیں ہے کہ وہ اپنے گھر والوں کے ساتھ بیٹھ کر ٹی وی دیکھ سکے، اس کے علاوہ چوک چوراہوں میں بھی جگہ جگہ بے حیائی اور فحاشی پھیلانے والے جہازی سائز بل بورڈ نصب ہیں۔ اسلام کے نام پر بننے والے اس ملک میں ایسی سرکشیاں سرعام اسی وجہ سے ہو رہی ہیں کیونکہ لوگوں کو یہ پسند ہیں۔ اگر لوگوں کو یہ نہ پسند ہو تو میڈیا کی جرأت نہیں ہے کہ وہ یہ پیش کر سکے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمارے دلوں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سچی محبت اور عقیدت پیدا کردے اور آپ ﷺ کی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

ان شاء اللہ
تنظیم اسلامی کے
فاضلین درسِ نظامی
کا خصوصی اجتماع
23 مارچ 2017ء (بروز جمعرات) صبح 09:30 بجے تا نماز مغرب
بمقام قرآن اکیڈمی، K-36 ماڈل ٹاؤن، لاہور
قیام کی صورت میں موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں
المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 36366638-36316638(042)

رفقاء متوجہ ہوں
ان شاء اللہ ''مسجد بنت کعبہ N-866 سمن آباد پونچھ روڈ لاہور'' میں
26 مارچ تا یکم اپریل 2017ء (بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)
مبتدی و ملتزم تربیتی کورس
کا انعقاد ہو رہا ہے
نوٹ: ملتزم تربیتی کورس میں مندرجہ ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔
رفقاء اِن موضوعات پر دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں:-
☆ جہاد فی سبیل اللہ ☆ اسلام کا انقلابی منشور
موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں
برائے رابطہ: 37520902(042) 0323-4475001، 0300-4212181
المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 36366638-36316638(042)

اللّٰھم صل علٰی محمد

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

پاکستان ایک تشویشناک دوراہے پر کھڑا ہے۔ نائن الیون سے اسلامی جمہوریہ پاکستان کی جان کو چمٹنے والا روشن خیالی کا آسیب ان حدوں کو جا چھوئے گا۔ جہاں ایک قدم اور آگے جانے دیا تو ایمان جل کر بھسم ہو جائے گا۔ روشن خیالی کے نام پر جو تاریکیاں اس ملک کے مقدر میں بھری گئیں ان کی فہرست بہت طویل ہے۔ لیکن کیا اب شیطان رشدی کی ذریت اسلام، علماء، مساجد سے کھیلتی کھیلتی شان رسالت ﷺ تک جا پہنچے گی......؟ اللہ جل شانہٗ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم پر بھی قلم درازی ہوگی؟

اکیسویں صدی میں مغرب نے فہم و دانش کے چیتھڑے اڑا دیئے۔ تہذیب و مروت کا ہر سطح پر منہ چڑایا۔ ظلم اور بربریت، عدل و انصاف پر ہتھوڑا بن کر برسے۔ اخلاقی گراوٹ نے پچھلے تمام ریکارڈ توڑ دیئے۔ گلوبل ولیج کے چودھری ہونے کے ناتے پوری دنیا میں مذکورہ بالا وائرس سرایت کر گیا۔ مسلم دنیا میں جا بجا 'بھینسا'، 'موچی' (گستاخ بلاگرز کے صفحات کے نام) نمادریدہ دہن در آئے۔ غلام فطرت، ڈارونی بندر کی نسل سے اٹھنے والے گستاخوں کی یہ کھیپ نقالی (بدترین اعمال کی) کے سوا کسی فن میں طاق نہیں...... چارلی ایبڈو بن کر دکھانے کا شوق انہیں اتنا ہی مہنگا پڑ سکتا ہے...... یہ انہوں نے نہ سوچا! اصلاً تو ایسی حرکات مغرب کی شہریت لینے کے شوق میں کی جاتی ہیں یا پھر ڈالروں کی امید پر۔ تاہم جسٹس شوکت عزیز صدیقی نے بروقت برمحل نوٹس لے کر پاکستان کے بجھتے وقار کے دیوں میں نئی روشنی کا سامان کیا ہے۔

امام مالکؒ کے قول کے مطابق...... 'اگر شان رسالت ﷺ میں گستاخی ہونے لگے تو امت اپنی زندگی کا جواز کھو دیتی ہے'۔ پاکستان کا مطلب کیا: لا الٰہ الا اللہ۔ جو اس ملک کے ہر بُنِ مو میں وقت وجود اترا تھا...... مٹانا ممکن نہیں ہے۔ پاکستان اپنے وجود کا جواز کھو دے گا اگر اس میں اس دریدہ دہنی کو آہنی ہاتھ سے نہ کچلا گیا۔ ممتاز قادریؒ کے جنازے کو احترام دے کر، قوم نے جوق در جوق شرکت کر کے اپنے گناہوں کا کفارہ...... اور حکومت، پیمرا، میڈیا ہاؤسز کے مقابل ریفرنڈم میں فیصلہ دے دیا۔ نبی ﷺ کی محبت ہمارے خون کے ہر قطرے میں شامل ہے...... عشق رسالت مآب پر خون کا نذرانہ پیش کرنے والے ممتاز قادریؒ پر والہانہ عقیدت نچھاور کرنے والے، بہ زبان حال حکومتی سرکاری درباری پالیسیوں سے بغاوت کر کے نکلے تھے۔ سید المرسلین، خاتم الانبیاء محمد ﷺ کی نبوت پر اسی فروری مارچ کے مہینے میں ایک تاریخ 1953ء میں رقم ہو چکی۔ ختم نبوت اور تحفظ ناموس رسالت پر سینوں پر گولیاں کھانے والے، لاہور شہر میں دو، چار نہیں، دس ہزار کی تعداد میں تھے۔ اگر یہ سمجھ لیا گیا کہ پلوں کے نیچے سے بہت پانی گزر چکا اور اب روشن خیالی کا پہاڑہ 16 سال سے پڑھتی قوم اسے برداشت کر لے گی تو یہ غلط فہمی دور ہوئے ابھی زیادہ عرصہ تو ہوا نہیں۔ تربت قادریؒ پر مٹی کی مہک ابھی تازہ ہے۔ سو بدترین دہشت گردی اور فساد فی الارض کے ان مرتکبین کو حکومت خود قانون کے شکنجے میں جکڑ لے تو بہتر...... ورنہ قوم کے دینی جذبات کے لیے یہ گستاخیاں آتش گیر مادے (highly inflammable) کا حکم رکھتی ہیں۔ موم بتیوں کا سٹاک ختم ہو جائے گا اگر یہ لاوا پھٹ پڑا۔ مجذوب قوم ہے۔

پی ایس ایل فائنل پر ایک مخصوص طبقے کو ناچتے دیکھ کر غلط تاثر لینے کی گنجائش نہیں۔ عشق رسالت ﷺ وہ چنگاری ہے جو بھڑک اٹھے تو سب کچھ بھسم کر کے رکھ دے۔ نشے میں دھت اختر شیرانی کا شدید ردعمل تو ہمارے شاعروں کی تاریخ کا حیران کن باب ہے۔ ایسے ہی کسی ''بھینسے'' نے جرأت کی کوشش کی تھی تو اس حال میں بھی اختر شیرانی نے سراپا غضب بن کر اس کے سر پر گلاس دے مارا...... روتے ہوئے اٹھ کر چل دیئے کہ بدبخت تو ہم سے ہمارا آخری سہارا بھی چھین لینا چاہتا ہے! بات بے بات ارکان اسمبلی کا استحقاق مجروح ہو جاتا ہے۔ فوج کی شان میں گستاخی کی جسارت کو ایک میڈیا ہاؤس نے کیسا کیسا نہ بھگتا تھا۔ توہین عدالت کے جرم کا بھگتان دینا پڑتا ہے...... تو فوج اور عدلیہ کے نبی محمد ﷺ کے رفعت شان کا اندازہ تو کیجیے! ریاست اگر اپنا فرض ادا نہیں کرتی تو ممتاز قادریؒ اٹھا کرتے ہیں۔ سو حکومت، فوج، عدلیہ وقت کا فرض جتنا جلد پہچان لے بہتر ہے۔

آخر وزارت داخلہ نے ہی تو چیف جسٹس کی جعلی تصویر سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے پر شدید برہمی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ 'سوشل میڈیا آزادیٔ اظہار رائے کے تحت نہیں آزادیٔ جھوٹ کے تحت کام کر رہا ہے۔ امریکی حکام نے حساسیت کو سمجھا نہیں'۔ (فیس بک انتظامیہ کے معلومات دینے سے انکار پر ردعمل!) اگر ڈیڑھ ارب مسلمانوں میں سے ایک...... چیف جسٹس کے لیے حساسیت کا یہ عالم ہے تو موازنہ خود ہی کر دیکھیے کہ امت مسلمہ کے نبی ﷺ کا حق آپ پر کیا اور کتنا ہے؟

کیا غضب ہے کہ عدالت کی پکار پر 2 پورے دن گزرنے کے بعد نوٹس لیا گیا۔ بعض بلاگرز کو بہ حفاظت باہر بھجوایا جا چکا ہے۔ الپ ارسلان کو مظلوم بڑھیا نے ایک پل پر روک کر پوچھا تھا...... مجھے انصاف اس پل پر دو گے یا پل صراط پر؟ تو وہ شرق و غرب پر پھیلی سلطنت کا حکمران لرز اٹھا۔ گھوڑے سے اترا اور فوری فیصلہ اس کے حق میں دیا۔ یہی سوال آج حکمرانوں کو درپیش ہے۔ اسلام آباد کی عدالت یا اللہ کی عدالت......؟ کس کا سامنا آسان تر ہے؟

ریمنڈ ڈیوس جیسے قاتل بدقماش کو امریکہ نے اپنا سفارت کار ظاہر کیا۔ ایک ادنیٰ سی آئی اے کا کارندہ...... دھماکوں کا ماسٹر مائنڈ اور دہشت گردی کا نیٹ ورک چلانے والا...... کیسا ہمارے اعصاب پر سوار ہوا تھا؟ اس کے ہاتھ ہمارے خون سے رنگے ہوئے تھے لیکن امریکہ کے سامنے اپنی غیرت قومی بیچ کر ہم نے چارٹرڈ طیارے میں بہ اہتمام و پروٹوکول اسے رخصت کیا تھا۔ اللہ رب العالمین کے فرستادہ رسول، رفیع الشان نبی محمد ﷺ کے مقام کا ادراک ہمیں کیوں نہیں؟ اللہ...... رب کائنات! ہے زمانوں کا جہانوں کا اللہ۔ جس کے دروازے پر رہتے ہیں کھڑے مثلِ دربان ازل اور ابد! ہم کیا اور ہماری اوقات کیا۔ صرف ہماری زمین جس کہکشاں کا حصہ ہے اس میں 250 ارب سورج ہیں۔ ہر سورج کے اپنے

سیارے/ چاند ہیں۔ اس طرح کی کھربوں کہکشائیں ہیں۔ یہ اس معلوم کائنات کی ایک جھلک ہے جس کی خبر اب تک ہمیں ہوئی! اس عظیم الشان کائنات کے ایک چھوٹے سے سیارے کی پیٹھ پر سوار 6 ارب انسان...... ان میں سے ایک گنوار 'بھینسا' اور 'موچی'......؟ کائنات میں انسان کی اوقات ایک طرف ایک نقطے کے برابر ہے...... بے معنی، بے حقیقت ٹڈا اور بھنگا! اگر خود کو نہ پہچانے! اور پہچانے...... تو یہ بندۂ خاکی مسجود ملائک ہے!

تجھے اے فلک میری کیا خبر، ہے دراز عمر تری مگر
تیری لاکھ سال کی طاعتیں، میرا ایک سجدہ بہ چشم نم!

جسے سجدہ نہ کرنے پر ابلیس رد، مردود ہو گیا۔ آج تک وہ کینہ توز، مسجود ملائک آدمؑ کی ذریت سے بدلہ چکا رہا ہے۔ اسے اشرف المخلوقات کے مرتبے سے گرا کر ''بھینسا' بنا کر، اسفل السافلین بنا کر جہنم واصل کرنے کو تلا کھڑا ہے۔ جس مغرب کے اتباع کا بھوت اس طبقے اور ان کے پشت پناہوں پر سوار ہے اس کا حال تو دیکھیے۔ دیوانگی اور وحشت کی حدوں کو چھوتے۔ ان ممالک میں یہ مناظر اب عام ہیں۔ شاپنگ مال میں ایک اونچا لمبا مرد، ایک نسبتاً چھوٹا مرد اور ان کے ساتھ ایک بچہ...... یہ ایک فیملی ہے! باپ، (مرد) ماں اور اولاد (مانگے تانگے کی)۔ قانوناً بڑا مرد مر جائے گا تو چھوٹا مرد بحیثیت بیوہ اس کی پنشن وصول کرے گا؟ گی؟ قانوناً اس خاندان کا احترام آپ پر لازم ہے۔ نہ ان پر ہنسنے کی اجازت ہے نہ گھورنے یا حیران ہونے کی! (سر پیٹنے اور رونے کی شاید ہو!)

یہ پہلے لکھا جا چکا کہ مغرب میں اب 2 لاکھ مرد و زن کتے کا لبادہ اوڑھ کر گلے میں پٹہ ڈال کر کتے کی سی زندگی گزارنے کو ترجیح دے رہے ہیں! (ان پر بھی ہنسنے کی اجازت نہیں) وہ کہانی مزید ہے کہ لڑکا پیدا ہو لیکن آپریشن کروا کروا کر لڑکی بن جائے یا لڑکی اسی طرح مرد بن جائے۔ ایسے آپریشن اور جنس قصداً بدلنا، بار بار بدلنے کا مشغلہ اپنانا سب روا اور قانونی تحفظ کا حامل ہے۔ باقی مغرب میں جو بظاہر نارمل دکھائی دیتے ہیں وہ پھر ٹرمپ ہیں! (دجال ایسی ہی دنیا میں تو اترے گا۔ پناہ بخدا) سو ان پاگلوں یا کتوں (یہ گالی نہیں ان کی حقیقتِ حال ہے) سے توقع رکھنا کہ وہ عصمت انبیاء کو جانیں، مانیں گے۔ ایں خیال است و محال است و جنوں! سو اپنے ملزموں، مجرموں کو کٹہرے میں لائیے۔ ان کے دماغ ٹھکانے لگائیے۔ روشن خیالی کے سراب سے نکل کر اپنے ہوش و حواس جگہ پر لائیے...... اس سے پہلے کہ: 'موت کا وہ فرشتہ جو تم پر مقرر کیا گیا ہے تمہیں پورے کا پورا اپنے قبضہ میں لے لے گا اور پھر تم اپنے رب کی طرف پلٹا لائے جاؤ گے۔' (السجدۃ: 11) یہ گھڑی کے سیل نہیں جو چلتے چلتے رک جائیں۔ رب کا فرشتہ سوچا سمجھا تمہیں لے جا حاضر کرے گا! اس دن کی فکر اصل ہے! ❀❀❀

دعائے صحت کی اپیل

تنظیم اسلامی خانیوال کے رفیق جناب محمد انور خان ٹانگ کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔
اللہ پاک ان کو جلد صحت کاملہ عاجلہ، مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین ندائے خلافت سے بھی ان کے لیے دعائے صحت کی درخواست ہے۔

دُعا

خورشید عالم صدیقی

الٰہی یہ ہر دم دُعا مانگتا ہوں
رہے مہرباں تو، سدا مانگتا ہوں
مجھے بھی عطا ہو، نبیؐ کی غلامی
نہ قاروں کی دولت نہ جاہ مانگتا ہوں
مجھے مصطفیٰؐ کے قدم پر چلا دے
میں محشر میں تیری رضا مانگتا ہوں
نہ پیدا ہو دل میں حرارت ہوا کی
میں شیطاں سے تیری پناہ مانگتا ہوں
میں کیوں در پہ اوروں کے سر کو جھکا دوں
میں ہر دُکھ کی تجھ سے دوا مانگتا ہوں
مدد کر الٰہی مدد کر، مدد کر
یہی ہو زباں پر سدا مانگتا ہوں
بجھے جو نہ ہرگز مخالف ہوا سے
وہ ایماں کا روشن دیا مانگتا ہوں
ہو ہر دم اضافہ بصیرت میں میری
میں علم و ہنر کی ضیا مانگتا ہوں
گنہ میرے دامن کے دُھل جائیں سارے
جو رحمت سے پُر ہو گھٹا مانگتا ہوں
ہو جس سے معطر گلستان و صحرا
مدینے سے آئے، ہوا مانگتا ہوں
بچالے جہنم سے اے میرے مولا
میں اس کے سوا تجھ سے کیا مانگتا ہوں

فِدَاکَ اَبِیْ وَ اُمِّیْ

ابومؤحد انجینئر فیضان حسن

"تم میرے ماں باپ، بہن بھائی، بیوی بچوں کو جو چاہے کہہ لو، میری ذات پر کیچڑ اچھال لو، حتیٰ کہ مجھے کسی کند چھری سے ذبح کر ڈالو، میں اف تک نہیں کہوں گا، لیکن اگر اس کے بدلے میں میرے نبی ﷺ کی توہین میں ایک حرف بھی کہا تو میں ہرگز برداشت نہیں کروں گا......"

غصے سے اس کا چہرہ تمتما اٹھا تھا۔ ہمیشہ نرم و ملائم آواز میں بات کرنے والے کا لہجہ یکدم چٹانوں کا سا ہو گیا۔ ایک لمحے کے لیے وہ لبرل بھی ڈر گیا۔ لیکن پھر اپنا حوصلہ مجتمع کر کے بولا: "دیکھا اوئے مولوی! یہی تمہاری انتہا پسندی ہے۔ ایک لمحے میں بھڑک اٹھتے ہو۔ جذباتی نہ ہو تو!!!"

" جذباتی؟؟؟ ارے پگلے تجھے کیا معلوم ہو! محبت تو بذاتِ خود ایک جذبہ ہے۔ ایک ایسا میٹھا جذبہ جو ہر چیز کی حلاوت بھلا دیتا ہے۔ ایک عام سے آدمی کو صوفی درویش بنا دیتا ہے۔ اور جہاں محبوب پر کوئی انگلی اٹھائے، تو وہ بے خود اور بے نیاز درویش یکدم جلال میں آ جاتا ہے۔ موم کی آنکھیں ایک لحظے میں لہو رنگ ہو جاتی ہیں اور ان سب کا محرک وہی جذبہ ہوتا ہے۔ یہی جذبہ محبوب پر سب کچھ لٹانے پر آمادہ کر دیتا ہے، یہی جذبہ نفع نقصان کے حساب کتاب سے بیگانہ کر دیتا ہے۔ یہی جذبہ......"

"محبت پہ بھاشن نہ دو مولوی صاب! ہمیں اچھی طرح معلوم ہے محبت کیا ہوتی ہے" لبرل نے پھر بات کاٹی۔

" ارے تم کیا جانو محبت کیا ہے؟ تمہارے پاس تو محبت کی تعریف کرنے کے لیے لغت کے وہ چار الفاظ ہی ہیں نا جو اسے جسم کی ہوس بتلاتے ہیں، محبت کی مثالیں دینے کے لیے ہیر رانجھا، شیریں فرہاد اور سسی پنوں کے فرضی قصے ہی ہیں نا۔ محبت کو جاننا چاہتے ہو؟ آؤ تمہیں جبلِ ثور کے اس تاریک غار میں لے چلوں جو محبت کے اس منظر سے ایسا منور ہوا کہ جبلِ ثور کو پہاڑوں میں صحابی پہاڑ بنا گیا۔ جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی گود میں سرورِ کائنات ﷺ ایسے آرام فرما رہے تھے گویا کسی رحل پر قرآن رکھا ہو۔ صدیق رضی اللہ عنہ کی آنکھیں اپنے محبوب ﷺ کے چہرے کی تلاوت کر رہی تھیں۔ محویت کا یہ عالم تھا کہ پاؤں پر سانپ کاٹتا جا رہا تھا لیکن اضطراری اور بے اختیاری حرکات (ریفلکس ایکشن) پر بھی محبت غلبہ پا چکی تھی۔ بے اختیار بھی پاؤں نہیں ہلتا کہ عشق تو با اختیار ہو چکا۔ بس ایک آنسو کا قطرہ آنکھوں سے ایسا نکلتا ہے جو محبوب کے رخسار پر گر کر امر ہو جاتا ہے اور ایسی بلندیوں تک پہنچ جاتا ہے کہ پھر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی ساری زندگی کی نیکیاں بھی اس کا متبادل ثابت نہیں ہو سکتیں۔ تم کیا جانو کملے، محبت کس شے کا نام ہے"

بولتے بولتے وہ خود اس غار میں شاید کھو سا گیا تھا۔ آنکھوں کے کنارے بھیگنے لگے تھے۔

"ہاں ہاں بس اس قصہ گوئی سے الجھائے رکھو اس قوم کو 1500 سال پہلے کے دور میں" لبرل کچھ گڑبڑا سا گیا تھا۔

" 1500 سال پہلے؟ یہ تو وہ لازوال محبت ہے جو مکہ کے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے شروع ہوتی ہے اور تھرپارکر کے مستری برکت علی تک چلتی چلی جا رہی ہے۔ جو حبشہ کے بلال رضی اللہ عنہ سے شروع ہوتی ہے اور کمہاروں کے علم الدین تک جاتی ہے۔ جو احد میں رخسار مبارک سے خود کی کڑیاں کھینچنے والے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے لہو سے شروع ہوتی ہے اور حافظ آباد کے عامر چیمہ کی رگوں میں دوڑتی چلی جاتی ہے۔ اس محبت کی کوئی ایک مثال بھی مخلوقات میں سے کسی ایک کے بارے میں نہیں دے سکتے تم"!

"ہاں تو اس محبت کو انتہا پسندی تک نہ جانے دو، آزادئ اظہار رائے کی اجازت تو مذہب بھی دیتا ہے نا؟"

"کوئی آزادی میرے نبی ﷺ کی غلامی سے بڑھ کر نہیں ہے۔ نبی ﷺ کی توہین سب سے بڑی دہشت گردی ہے چاہے کوئی انسان کرے یا کوئی بھینسا۔ وہ مدینہ کا ابو رافع کرے یا راج پال، کعب بن اشرف کرے یا چارلی ایبڈو۔ سب قابل نفرت ہیں۔"

"تمہیں اپنے نبی ﷺ کا عفو و درگزر یاد نہیں؟ کیسے امتی ہو تم؟ وہ عورت یاد کرو جو ان پر کوڑا پھینکا کرتی تھی۔ اور آپ ﷺ اس کا گھر صاف کرتے تھے۔ کانٹے بچھانے والوں کو گلے سے لگاتے تھے۔ گالیاں دینے والوں کو پھول پیش کرتے تھے۔"

" یاد ہے۔ یاد ہے۔ وہ ابن اخطل بھی یاد ہے جو بیت اللہ کی دیوار سے چمٹے ہوئے، حرم کی حدود میں صرف شاتم رسول ہونے کی وجہ سے قتل کیا گیا تھا۔"

"اعمال پر توجہ دو، جذباتی باتیں چھوڑو۔ اچھے کام کرنا ہی محبت کا تقاضا ہے" شکست خوردہ سے لہجے میں یہ اس کے ترکش کا آخری تیر تھا۔

"ارے پگلے، اعمال تو محبت کے سانچے میں ڈھل کر بنا کرتے ہیں۔ تجھے کیا معلوم، سر کے بال کٹتے جائیں تو کوئی درد نہیں ہوتا، لیکن وہی بال چہرے پر محبوب ﷺ کی مشابہت کے لیے ہوں اور کوئی ان پر طنز کرے تو کتنی ٹیس اٹھتی ہے دل میں۔ یہ ٹیس محبت کی وجہ سے تو اٹھا کرتی ہے۔ محبت ہی تو تمہارے طعنے سن کر بھی ہمیں استقامت دیتی ہے۔ محبت بے قابو اعمال کو اپنے تابع رکھتی ہے۔ محبت عشق کی صورت اختیار کر لے تو ہی بے خطر آگ میں کود جانے کا من کرتا ہے۔ محبت ہی تو ابراہیمؑ کو خلیل، موسیٰؑ کو کلیم اور اسمٰعیلؑ کو ذبیح بنا دیتی ہے۔

ذرا سوچ کر دیکھ اس امت کا حال! یوسفؑ کو دیکھ کر عورتوں نے اپنی انگلیاں کاٹ ڈالی تھیں۔ ان لوگوں نے تو اپنے نبی ﷺ کا دیدار بھی نہیں کیا اور صرف اپنے نبی ﷺ کے نام پر اپنا سر کٹوانے کو تیار ہیں۔

ارے میاں! یہ لوگ فیس بک اور انٹرنیٹ تو کیا، یہ تو کھائے پیے بنا بھی رہ لیں گے لیکن اپنے نبی ﷺ کی گستاخی برداشت نہ کر پائیں گے۔ رہی تکلیف کی بات، تو یاد رکھو، دنیا کی تکالیف تو محبت کو مہمیز لگایا کرتی ہیں۔ سونا آگ میں تپ کر تو کندن بنا کرتا ہے۔ محبت تو ٹوٹے دلوں کے کھنڈروں میں بستی ہے۔ پاؤں کے آبلے اور آنکھ کے آنسو تو اس محبت کی آبیاری کیا کرتی ہیں۔ تمہارے طنز اور طعنے تو اس کی حلاوت میں اضافہ کرتے ہیں۔ بقول اقبال

جفا جو عشق میں ہوتی ہے وہ جفا ہی نہیں
ستم نہ ہو تو محبت میں کچھ مزا ہی نہیں

تم مجھ پر طنز کرو یہ قابل قبول ہے۔ یہ دل میں اذیت کی ٹیسیں ہی تو یوم حساب کی راحت اور سکون بن جائیں گی۔ لیکن یاد رکھو! محمد ﷺ کے تقدس کے لیے میرا سب کچھ قربان ہے۔ واللہ میں تو سب کچھ لٹا دوں تو اپنے آقا ﷺ کے ہمارے لیے بہائے گئے ایک آنسو کا بھی حق ادا نہ کر پاؤں گا......"

گلا رندھ چکا تھا، داڑھی تر ہو چکی تھی، اور لبرل جا چکا تھا......

حلقہ لاہور شرقی کے زیر اہتمام ماہانہ دعوتی پروگرام

ملک نہاری ہاؤس انار کلی لاہور میں ہر ماہ کے پہلے منگل کو رات 8:15 پر ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ کا ویڈیو پروگرام دکھایا جاتا ہے۔ اس مرتبہ سورۃ المنافقون جس میں نفاق کی علامات اور سورۃ التغابن جس میں ایمان کے ثمرات کا بیان تھا، دکھایا گیا۔ احباب نے اسے بہت پسند کیا۔ اس پروگرام میں رفقاء اور احباب کی تعداد 50 کے قریب تھی۔ پروگرام کا دورانیہ ڈیڑھ گھنٹہ رہا۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہماری تمام کوششوں کو شرف قبولیت عطاء فرمائے۔ آمین! (مرتب: مجیب الرحمٰن قریشی)

حلقہ لاہور غربی کے زیر اہتمام سہ ماہی پروگرام

حلقہ لاہور غربی کے اجتماع امراء میں امیر حلقہ لاہور غربی نے طے کیا کہ حلقہ لاہور غربی کا سہ ماہی اجتماع شب بیداری کی صورت میں منعقد کیا جائے گا۔ طے شدہ پروگرام کے مطابق 31 دسمبر بروز ہفتہ رفقاء نے عشاء کی نماز قرآن اکیڈمی لاہور میں ادا کی۔ امیر حلقہ کی ہدایت پر پروگرام کی میزبانی کے فرائض حلقہ کے ناظم دعوت محمود حماد نے ادا کیے۔ نماز عشاء کے بعد عبداللہ محمود نے سورۃ المومنون کی ابتدائی آیات کے حوالے سے اپنے منفرد انداز میں درس قرآن دیا۔ انہوں نے کہا کہ ان آیات میں مومنین کی جو خوبیاں بیان کی گئی ہیں وہ دراصل صحابہ کرامؓ کے رویے تھے۔ اس کے بعد حسین عاکف نے مسلمانوں پر قرآن مجید میں سے دوسرا حق تلاوت و ترتیل پر گفتگو کی۔ اس موقع پر حاضرین میں یہ کتابچہ تقسیم کیا گیا۔ اس پروگرام کے بعد محمود حماد نے صبر اور نماز سے استعانت حاصل کرنے کے بارے میں پروگرام پیش کیا۔ انہوں نے آنے والے سال میں تربیتی کورسز کی تفصیل بھی بتائی اور رفقاء کو شرکت پر ابھارا۔ اس کے بعد رفقاء نے اجتماعی کھانا کھایا اور پھر آرام کی غرض سے لیٹ گئے۔ صبح تہجد کے وقت ساتھیوں کو اٹھایا گیا۔ بعد نماز فجر محترم رشید ارشد نے سورۃ اللیل کا درس دیا۔ درس کے بعد قرآن اکیڈمی کے قریب ہی وٹو پارک میں نماز استسقاء ادا کی گئی۔ اس کے لئے جامعہ اشرفیہ کے شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف سے درخواست کی گئی تھی۔ وہ تشریف لائے۔ اور انہوں نے سنت نبوی ﷺ کے مطابق نماز استسقاء پڑھائی۔ اس کے بعد پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ (مرتب: محمد یونس)

حلقہ لاہور غربی و شرقی کا شام کی صورت حال پر مشترکہ مظاہرہ

ملک شام میں جس طرح مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی جارہی ہے اور اس پر پاکستان کا الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا چپ سادھے ہوئے ہے۔ اس حوالے سے 19 جنوری 2017ء بروز جمعرات بعد نماز عصر مسجد شہداء مال روڈ پر حلقہ لاہور غربی و شرقی نے مشترکہ مظاہرہ کیا۔ حلقہ لاہور شرقی کے امیر قرۃ العین نے اس کی قیادت کی۔ رفقاء نماز عصر کی ادائیگی کے بعد مسجد کے بائیں طرف صحن میں جمع ہوئے۔ لاہور شرقی کے ناظم دعوت شکیل احمد نے رفقاء کو ہدایات دیں۔ رفقاء کو بتایا گیا کہ انتظامیہ نے مسجد شہداء سے اسمبلی ہال تک ریلی سے روک دیا ہے۔ البتہ مسجد شہداء کے باہر مظاہرہ کی اجازت دے دی ہے۔ رفقاء مختلف عبارات والے بینرز اور پلے کارڈ اٹھائے سڑک کے دونوں طرف ترتیب سے کھڑے ہو گئے۔ بینرز اور پلے کارڈز پر درج ذیل عبارات درج تھیں:

1۔ شام ـــــ مسلم حکمرانوں کی بے حسی کا آئینہ دار
2۔ شام ـــــ مغربی قوتوں کی بربریت کا شکار
3۔ شام ـــــ اسرائیل کے راستے کی آخری چٹان
4۔ شام ـــــ ایک اور فاروق کا منتظر
5۔ مسلمان حکمرانو! غیرت ایمانی کا ثبوت دیتے ہوئے شام کے مسلمانوں کی مدد کرو
6۔ شام پر بمباری بند کرو
7۔ شام کے قتلِ عام پر ہر غیرت مند مسلمان کا دل خون کے آنسو رو رہا ہے
8۔ ظلم پر خاموشی۔ ظلم کی تائید کے برابر ہے

بینرز:

9۔ مسلمانو! شام کے مسلمانوں کی مدد کرو
10۔ حکومت پاکستان! شام کے خلاف اس ظالمانہ کارروائی پر سخت احتجاج کرے

امیر حلقہ کی اجازت سے حلقہ لاہور شرقی کے نور الوریٰ صاحب نے مائیک سنبھالا اور تلاوت قرآن پاک کے لیے حلقہ لاہور غربی کے ناظم تربیت محسن محمود کو دعوت دی۔ انہوں سورۃ الاحزاب کی آیات تلاوت کیں۔ اس کے بعد حلقہ لاہور غربی کے فاروق احمد گیلانی نے گفتگو کی۔ انہوں نے احادیث مبارکہ کی مدد سے حاضرین کو بتایا کہ ملک شام کے بارے میں آنحضور ﷺ کا فرمان مبارک ہے کہ ”تم سرزمین شام کو (سکونت کے لیے) اختیار کرنا۔ کیونکہ سرزمین شام اللہ تعالیٰ کی زمین میں بہترین زمین ہے۔ اللہ تعالیٰ اس قطعہ ارضی میں اپنے بہترین بندوں کو چن کر اکٹھا فرمائے گا“ (ابوداؤد) مزید برآں آنحضور ﷺ کی ایک اور حدیث ہے کہ ”فتنوں کے دور میں ایمان شام میں ہوگا“ (امام احمد)

اس کے بعد حلقہ لاہور شرقی کے ناظم دعوت شکیل احمد نے گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ حلب و شام کے مظلوم لوگوں کی آہ و زاریاں بھی میڈیا کی توجہ حاصل کرنے میں ناکام رہیں۔ اس میڈیا نے چپ کا روزہ رکھا ہوا ہے۔ پاکستان کے حکمرانوں کو دینی غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے دشمنان اسلام کی سفاکانہ کارروائیوں کی سخت مذمت کرنی چاہیے۔ اور سفارتی تعلقات کو استعمال کرتے ہوئے شام کے مسلمانوں کی معاونت کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے۔ پاکستان کی بہترین عسکری اور جوہری صلاحیتیں پوری امت کی امانت ہیں۔ آخر میں حلقہ لاہور غربی کے محمد بن عبدالرشید رحمانی کی دعا پر مظاہرہ کا اختتام ہوا۔ اور امیر حلقہ کی ہدایت پر رفقاء پُرامن انداز میں نماز مغرب کے بعد گھروں کو واپس روانہ ہوئے۔ (مرتب کنندہ: محمد یونس)

قرآن اکیڈمی ملتان کے تحت اسلامک ونٹر کیمپ 2016ء

حضرت ڈاکٹر اسرار احمد صاحبؒ نے امت کے قرآن حکیم کے ساتھ تعلق کو زندہ کرنے کے لیے 1972ء میں مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور قائم فرمائی۔ اس انجمن کی اندرون و بیرون ملک کئی شاخیں قائم ہوئیں جن میں سے ایک انجمن خدام القرآن پنجاب، ملتان ہے۔ جس کے قیام کا مقصد قرآنِ حکیم کے علم و حکمت کی وسیع پیمانے اور اعلیٰ علمی سطح پر تشہیر و اشاعت ہے۔ تاکہ اُمت مسلمہ کے فہیم عناصر میں تجدید ایمان کی ایک عمومی تحریک برپا ہو جائے اور اس طرح اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور غلبۂ دینِ حق کے دورِ ثانی کی راہ ہموار ہو سکے۔

الحمد للہ اکیڈمی ھذا کے تحت سال 2016ء کے موسم سرما میں آٹھ روزہ تربیتی کورس بعنوان ”اسلامک ونٹر کیمپ“ منعقد کیا گیا۔ جس میں جماعت سوئم تا ہشتم کے طلبہ اور طالبات کو شرکت کی دعوت دی گئی۔ جمعہ کی تعطیل کے ساتھ کورس کا دورانیہ آٹھ روز تھا۔ اس کورس کا بنیادی مقصد ”پرائمری“ اور مڈل کے طلبہ اور طالبات کو دین اسلام کی بنیادی تعلیمات سے آگاہی تھا۔ کورس کا دورانیہ 4 گھنٹے صبح 9:00 تا 1:00 بجے دوپہر رکھا گیا۔ تدریسی پروگرام

کے ساتھ ساتھ تفریحی پروگرام کا اہتمام بھی کیا گیا۔ روزانہ تفریح کے بعد بچوں کے لیے ریفریشمنٹ کا اہتمام بھی کیا گیا۔ کلاس کے آخری لمحات میں کوئز پروگرام ہوتا جس میں روزانہ تدریسی پروگرام کا اعادہ اور کچھ اسباق سے یاددہانی شامل تھی۔ زیادہ تر پروگرام عملی زندگی سے تعلق رکھتا تھا۔ اساتذہ کرام بچوں کی ذہنی سطح کو ملحوظ خاطر رکھ کر اپنے اسباق تیار کر کے لاتے تھے۔

کورس میں تقریباً 150 طلبہ وطالبات نے شرکت کی۔ حاضری کا تناسب حوصلہ افزا رہا۔ طلبہ وطالبات کے لیے علیحدہ علیحدہ کلاس رومز کا انتظام تھا۔ طالبات کی جانب ناظمہ صاحبہ نے انتظامی امور سنبھالے جبکہ اسباق طلبہ کی کلاس روم سے جاری کیے گئے۔ استاذ صاحب کی تصویر بذریعہ کیمرہ بچیوں تک جاتی رہی۔ مزید یہ کہ بچوں کو منظم رکھنے کے لیے بھی کلاس روم میں چند افراد موجود رہے۔ کوئز پروگرام میں بچوں کی مختلف انعامات سے حوصلہ افزائی کی جاتی رہی تاکہ بچوں کی دلچسپی میں اضافہ ہو۔ اس آٹھ روزہ اسلامک ونٹر کیمپ میں دین اسلام کے اہم شعبہ جات کو ملحوظ خاطر رکھا گیا۔ قرآنی تعلیمات کے حوالے سے قصص الانبیاء خوبصورت کہانیوں کی شکل میں بیان کیے گئے۔ سیرت النبی ﷺ کے ضمن میں اللہ کے رسولؐ کی حیات مبارکہ کے چیدہ چیدہ نکات بچوں کی اخلاقی تربیت کے حوالے سے بیان کیے گئے۔ سیرت صحابہؓ میں عشرہ مبشرہ کا تعارف اور ان کے مختصر حالات زندگی بیان کیے گئے۔ نماز کی اہمیت کے حوالے سے ضروری ہدایات اور نماز کو حفظ کرایا گیا، مزید یہ کہ روزمرہ کی مسنون دعائیں بھی یاد کرائی گئیں۔ ان تمام اسباق میں طلبہ وطالبات نے بھرپور دلچسپی لی اور والدین کو اس کورس نے بہت متاثر کیا۔

اسلامک ونٹر کیمپ کی الوداعی تقریب میں والدین کو مدعو کیا گیا تاکہ والدین کو بچوں کی تربیت دینی طرز پر کرنے کے لیے ضروری ہدایات دی جاسکیں۔ توقع کے مطابق والدین کی حاضری حوصلہ افزا رہی۔

صدر انجمن خدام القرآن پنجاب جناب ڈاکٹر محمد طاہر خاکوانی، ناظم اکیڈمی جناب شیخ انعام الحق اور ناظم تعلیمات جناب مرزا قمر رئیس ان سب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے بروقت اس کورس کی منظوری دے کر عوام الناس میں دین کے پیغام کو پہنچانے کی راہ ہموار کی۔ اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے کہ یہ تجربہ کامیابی وکامرانی سے ہمکنار ہوا۔ (رپورٹ: پروفیسر شمیم انصاری)

مقامی تنظیم باجوڑ شرقی کے زیر اہتمام فہم دین پروگرام

21 جنوری بروز ہفتہ بعد از نماز ظہر مقامی تنظیم باجوڑ شرقی کے زیر اہتمام فہم دین پروگرام منعقد ہوا۔ اس میں دین کے جامع تصور اور فرائض دینی کے جامع تصور پر محمد نعیم امیر مقامی تنظیم نے گفتگو کی۔ اس کے بعد منہج انقلاب نبویؐ پر حلقہ کے ناظم تربیت جناب فیض الرحمن نے لیکچر دیا۔ پروگرام میں تقریباً 20 احباب نے شرکت کی اور پروگرام کو بہت پسند کیا۔

(مرتب: لاہور خان)

حلقہ خیبر پختونخوا کے زیر اہتمام نقباء کورس

کورس 27 جنوری 2017ء کو بعد نماز عصر شروع ہوا۔ کورس میں کل 39 رفقاء نے شرکت کی جو کہ امراء، نقباء، ذمہ داران اور ملتزم رفقاء پر مشتمل تھے۔

مرکزی ناظم تعلیم وتربیت محترم جناب خورشید انجم نے ابتدائی کلمات ادا کیے اور عمومی ہدایات دیں، شرکاء کی حاضری لی اور کورس کی اہمیت، غرض وغایت کے بارے میں گفتگو فرمائی۔ بعد ازاں شیڈول کے مطابق ذمہ داران کے اوصاف بیان کیے اور مغرب کی نماز کے بعد نظام دعوت میں نقیب کا کردار پر گفتگو کی۔ اس کے بعد عشاء کی نماز کے لئے وقفہ کیا گیا۔ محترم خورشید انجم نے عشاء کی نماز کے بعد بھی بقیہ گفتگو جاری رکھی۔ اس کے بعد عشائیہ دیا گیا۔ محترم جناب فاروق ثاقب کو کورس کا نقیب مقرر کیا گیا۔ سونے سے پہلے تمام شرکاء کو سونے کی دعا اور دیگر ذکر واذکار کا اہتمام کرنے کے لیے کہا گیا۔

28 جنوری 2017ء کو تمام رفقاء کو علی الصبح نماز تہجد کے لیے اٹھایا گیا۔ اس کے بعد تمام رفقاء تلاوت قرآنِ پاک اور ذکر واذکار میں مشغول رہے۔ نماز فجر کے بعد محترم جمیل الرحمٰن عباسی نے سورۃ الفتح کی آخری آیت (حزب اللہ کے امتیازی اوصاف) بیان کئے۔ اس کے بعد دعائے استخارہ اور نماز اشراق کا اہتمام کیا گیا۔ صبح 8 بجے سے ایک بجے ظہر تک ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی محترم اظہر بختیار خلجی نے تنظیم اسلامی میں مشاورت وتنقید کے آداب، تنظیم اسلامی میں تصور راسرہ ونقیب، اجتماع اُسرہ کیسے منعقد کیا جائے؟ اور اُسرے کی پیش رفت کا جائزہ کے موضوعات پر لیکچر دیئے۔ اس کے بعد نماز ظہر، طعام اور قیلولہ کے لیے وقفہ کیا گیا۔ وقفے کے بعد نماز عصر کا اہتمام کیا گیا اور اس کے بعد محترم جمیل الرحمٰن عباسی نے رفقاء کے تربیتی اہداف اور نقباء کا کردار اور ہماری دعوت، اشکالات اور حل کے موضوع پر لیکچر دیا۔ بعد از نماز عشاء درسِ حدیث دیا گیا اور اسی طرح دیگر معمولات دہرائے گئے (سونے کی دعا اور دیگر ذکر واذکار کا اہتمام کرنے کے لیے کہا گیا۔

29 جنوری 2017ء کو اسی طرح تمام رفقاء کو علی الصبح نماز تہجد کے لیے اٹھایا گیا۔ اس کے بعد تمام رفقاء تلاوت قرآن پاک اور ذکر واذکار میں مشغول رہے۔ نماز فجر کے بعد محترم جمیل الرحمٰن عباسی نے سورۃ آل عمران کی آیت 132، 133 (اللہ کی مغفرت کے حقدار کون؟) بیان کیا۔ اس کے بعد دعائے استخارہ اور نماز اشراق کا اہتمام کیا گیا۔ ناشتے کے بعد امیر تنظیم اسلامی محترم جناب حافظ عاکف سعید نے صبح 8 بجے سے ایک بجے ظہر تک اعتصام باللہ اہمیت وضرورت اور ذرائع، علماء کرام ودیگر دینی جماعتوں کے بارے میں ہمارا موقف، نظمِ بالا کا رفقاء سے تعلق اور رفقاء کا نظمِ بالا سے تعلق کے موضوعات پر لیکچر دیئے اور اس طرح یہ پروگرام ایک بجے نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد اختتام پذیر ہوا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو! (مرتب: محمد شمیم خٹک)

حلقہ پنجاب شرقی عارفوالا کے زیر اہتمام سہ ماہی تربیتی اجتماع

26 فروری 2017 کو پروگرام کا آغاز صبح ساڑھے نو بجے بمقام ڈیرہ چودھری محمد اکرم (مرحوم) آرائیں زرعی فارم دیپالپور میں ہوا۔ محمد ناصر بھٹی نے ناظم تربیتی اجتماع کے فرائض ادا کئے۔ سب سے پہلے محمد ناصر بھٹی نے دنیا کی حقیقت کے موضوع پر انتہائی جامع اور مدلل درس قرآن بیان فرمایا۔ اس کے بعد مولانا محمد اکرم مجاہد نے موت کا منظر اور اس کے بعد کے مراحل کے عنوان پر بہت احسن انداز میں گفتگو فرمائی۔ وقفہ کے بعد پروفیسر نوازش رسول نے فرائض دینی کا جامع تصور کے عنوان پر بہت موثر خطاب فرمایا۔ نائب ناظم اعلیٰ وسطی پاکستان محترم ڈاکٹر عبدالسمیع نے رب ہمارا کے عنوان پر انتہائی جامعیت اور مدلل انداز میں گفتگو فرمائی جس کو تمام شرکاء نے بے حد پسند کیا۔ نماز ظہر کے بعد یہ تربیتی اجتماع اختتام پذیر ہوا۔ اس پروگرام میں 56 کے قریب رفقاء اور 194 احباب نے شرکت کی۔ اللہ رب العزت سب کے جذبہ ایثار وقربانی کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین! (مرتب: عابد حسین)

☆☆☆☆

The Indian Ballistic Missile Defence Program and Pakistan's response

The Indian Ballistic Missile Defence Program is an initiative to develop and deploy a multi-layered ballistic missile defense system to protect from ballistic missile attacks.

Introduced in light of the 'ballistic missile threat' mainly from Pakistan, it is a double-tiered system consisting of two land and sea-based interceptor missiles, namely the Prithvi Air Defence (PAD) missile for high altitude interception, and the Advanced Air Defence (AAD) Missile for lower altitude interception. The two-tiered shield should be able to intercept any incoming missile launched 5,000 kilometers away. The system also includes an overlapping network of early warning and tracking radars, as well as command and control posts.

The PAD was tested in November 2006, followed by the AAD in December 2007. With the test of the PAD missile, India became the fourth country to have developed an anti-ballistic missile system, after United States, Russia, and Israel. However, the system is yet to be officially commissioned due to failure in more than 30% of the conducted tests.

In 2012, the Defence Research and Development Organization's (DRDO) Air Defence Program, Director V K Saraswat described the system saying that it is ideal to destroy a ballistic missile carrying nuclear or conventional warheads in its boost phase. He added that India's planned missile defense system will be a laser based weapon system as part of its defense to intercept and destroy missiles soon after they are launched towards the country. Saraswat further added that it will take another 10–15 years for the premier defense research institute to make it usable on the ground.

Barak-8 is a long-range anti-air and anti-missile naval defense system being developed jointly by Israel Aerospace Industries (IAI) and the Defence Research and Development Organization (DRDO) of India. The Indian Army is considering induction of a variant of Israel's Barak 8 missile to meet its requirement for a medium-range surface-to-air, air defense missile. The naval version of this missile has the capability to intercept incoming enemy cruise missiles and combat jets targeting its warships at sea. It would also be inducted into the Indian Air Force, followed by the Army.

While Pakistan and China voiced concerns over the militarization of the region by India, ex US Deputy Defence Secretary Ashton Carter during his visit to India in 2012 said, "there is a potential for co-operation with India to develop a Ballistic Missile Defence (BMD) shield," and "development of a missile defense system is an important potential area for our future cooperation."

Pakistan's Response

In response to the Indian development of a missile defense system, Pakistan conducted a successful test of its Ababeel missile series in January 2017, using the Multi Independent Re-entry Vehicle (MIRV) technology which, analysts say, is a landmark achievement to fully neutralize India's ballistic missile defense shield.

The surface-to-surface ballistic missile, Ababeel, can reach targets at a range of 2,200 kilometers, over three times the distance between Islamabad and New Delhi, according to an official statement released by the Inter-Services Public Relations (ISPR).

What is significant about this missile is that it is capable of delivering multiple warheads, using the MIRV technology. Ababeel is capable of delivering nuclear warheads and has the capability to engage multiple targets with high precision, defeating the enemy's hostile radars and missile shields, the ISPR said. The test flight was aimed at validating various design and technical parameters of the weapon system, said the military's media wing.

A senior official working in the nuclear establishment told The Express Tribune that development of Ababeel was critical given India's rapid development of the missile defense shield with foreign assistance. ISPR also stated that acquiring this technology was critical to restoring deterrence stability, which he termed as critical for regional peace. "Development of the Ababeel weapon system is aimed at ensuring survivability of Pakistan's ballistic missiles in the growing regional Ballistic Missile Defence (BMD) environment. This will further reinforce deterrence," the ISPR said.

Last year (2016), India claimed to have successfully tested the ballistic missile defense shield system, an expansive and complicated technology that seeks to prevent a missile attack carrying conventional or nuclear warheads from Pakistan. Independent observers, however, are wary of Indian claims and say it is too early for the South Asian country to acquire a technology that at present only a handful of countries possess.

The successful testing of Ababeel came days after Pakistan conducted the first-ever submarine-launched cruise missile Babur- III, which gives the country 'credible second strike capability'. Pakistan has now effectively acquired the capability to launch a missile from land, air and sea. The development of submarine-launched missile system gives Pakistan the ability to hit back at enemy in case its first strike capability is destroyed. This and the tactical nuclear weapons technology of Pakistan are 'capable' to counteract the Indian missile defense shield system as well as its cold-start doctrine, defense analysts say. Add to it the recent air to surface missile defense shield procured by Pakistan from China and deployed a few days back, the Indian armed forces and military decision makers now have to consider numerous variables before taking any aggressive action against Pakistan.

<u>Compiled by</u>: The Nida e Khilafat Team

***<u>Editor's Note</u>:** The tract above is meant to keep our readers appraised about the political and strategic alliances as well as the military developments that are emerging in our region.*

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 25 سال، تعلیم ایم ایس سی سٹیٹس کے لیے دینی مزاج کے حامل برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے

برائے رابطہ: 0332-6758469

☆ رفیق تنظیم، عمر 59 سال، دوسری شادی بوجہ وفات پہلی بیوی (پہلی بیوی سے ایک بیٹا، ایک بیٹی۔ دونوں شادی شدہ) کے لیے ترجیحاً بے اولاد، بانجھ، دینی مزاج کی حامل خاتون عمر 45 تا 55 سال کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں۔

برائے رابطہ: 0300-7478326 0333-8225097

انا للہ وانا الیہ راجعون — دعائے مغفرت

☆ حلقہ جنوبی پنجاب، کوٹ ادو کے منفرد رفیق جناب میاں عاشق حسین قریشی وفات پا گئے

☆ صدر انجمن خدام القرآن اسلام آباد محترم ڈاکٹر خالد نعمت کی والدہ اور تنظیم اسلامی کے ناظم اعلیٰ محترم اظہر بختیار خلجی کی خوش دامن وفات پا گئیں۔

☆ حلقہ لاہور غربی کوٹ رادھا کشن کے منفرد رفیق محمد اشرف کی والدہ وفات پا گئیں

☆ تنظیم اسلامی ممتاز آباد کے رفیق جناب ثناء اللہ سنگھیڑا کے برادر نسبتی وفات پا گئے

☆ ممتاز آباد کے رفیق جناب سلطان محمود سندھو کی ممانی وفات پا گئیں

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

VOL : 26 Regd. C.P.L NO. 114 No.12
Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore

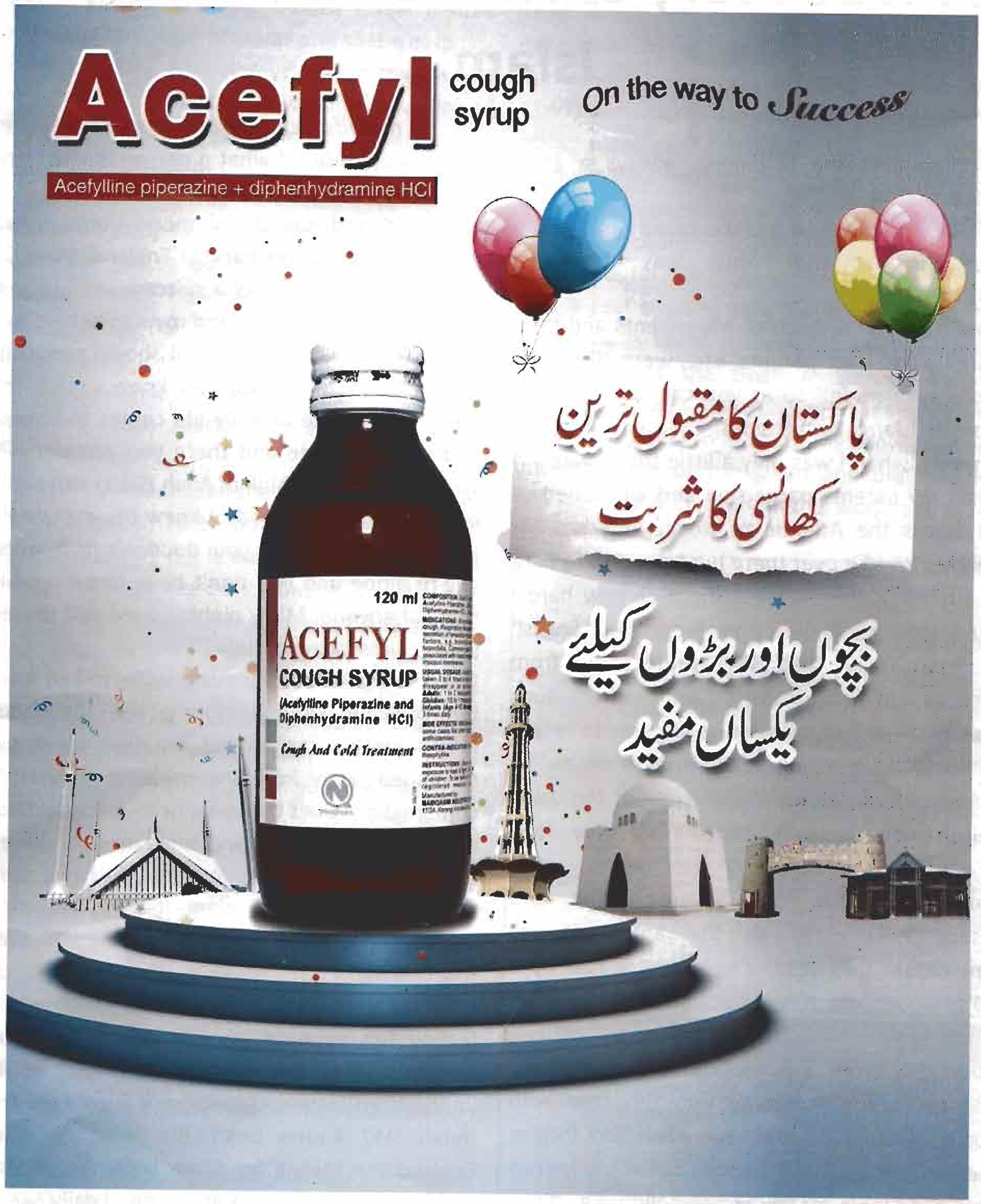

PHARMA

NABIQASIM INDUSTRIES (PVT) LTD
5th Floor, Commerce Centre, Hasrat Mohani Road, Karachi-Pakistan
Email: info@nabiqasim.com website: www.nabiqasim.com UAN 111-742-762

your Health our Devotion